جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (سنہ ۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۷۱ | مورخہ ۴ مارچ سنہ ۱۹۲۷ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۹ شعبان سنہ ۱۳۴۵ھ | جلد ۱۴

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح - حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ قادیان سے لاہور صفحہ ۱
حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ لاہور میں .. .. صفحہ ۲
امام جماعت احمدیہ کا چیلنج پروفیسر رام دیو صاحب کو .. صفحہ ۳
مبارک فال + ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اندور کا واجب حکم .... صفحہ ۴
مولوی ثناء اللہ صاحب آریہ مناظرہ + آریہ سماجی اچھوت .. ”
مکتوب امام علیہ السلام .. .. صفحہ ۵
اشاعت انجیل کے اعداد و شمار + نوراقشاں اور مسلمان صفحہ ۶
اسلام کے بدترین دشمن - اہل بہاء .. .. .. صفحہ ۷
شب زندہ داران لنڈن .. .. صفحہ ۸
پنجاب میں تعلیمی ترقی .. .. صفحہ ۹
حضرت عیسیٰؑ کی وفات پر نصوص قرآنی .. .. .. ”
معاونین جرائد سلسلہ + اشتہارات .. .. .. صفحہ ۱۰
جماعت احمدیہ امرتسر کا غیر معمولی جلسہ .. .. .. صفحہ ۱۱
خبریں .. .. ”

مدینۃ المسیح

چونکہ لاہور سے یہ اطلاع موصول ہوئی تھی۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک لیکچر ۲ مارچ ۳ بجے بعد دوپہر بریڈلا ہال میں ہوگا اور دوسرا لیکچر اسلامیہ کالج کے حبیبہ ہال میں ۳ مارچ رات کو قرار پایا ہے۔ اس لئے بہت سے احباب لاہور روانہ ہو گئے ۳ مارچ دفاتر اور سکولوں میں تعطیل کر دی گئی۔

جو اصحاب اس سال ٹیریٹوریل فورس کی ٹریننگ کے لئے انبالہ چھاؤنی گئے تھے۔ واپس آ گئے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب بھی قادیان تشریف لے آئے۔

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ دہلی تشریف لے گئی ہیں۔ اور محترمہ صاحبزادی امۃ الحفیظ صاحبہ قادیان میں ہی ہیں۔

قادیان کو سمال ٹون قرار دینے کے بعد چھ وارڈوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جن میں سے ایک ایک ممبر منتخب ہوگا اور ایک سرکاری ممبر ہوگا۔ تین حلقوں سے امیدواروں کے نام اپنے طور پر تجویز ہو چکے ہیں ؛

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ قادیان سے لاہور

۲۶ فروری سنہ ۲۷ء حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ لاہور تشریف لے جانے کے لئے قادیان سے روانہ ہوئے۔ بٹالہ پہنچنے پر معلوم ہوا۔ کہ گاڑی پون گھنٹہ لیٹ ہے۔ اس عرصہ میں حضور پلیٹ فارم پر ہی کھڑے رہے۔ اور ملاقات کرنے والوں کو شرف ملاقات سے بہرہ ور فرمایا۔

باوا کانشی رام صاحب رئیس گھوڑے واہ ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور حضور کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ اور جب تک حضور گاڑی میں سوار نہ ہو گئے۔ باوا صاحب موجود رہے۔ گفتگو زیادہ تر الیکشن کے متعلق ہوئی۔ پھر مختلف امور کا ذکر ہوتا رہا۔ اسی سلسلہ میں گھوڑے کی سواری کے متعلق تذکرہ چلا۔ تو حضور نے اپنے بچپن کا ایک عجیب واقعہ بیان فرمایا۔ حضور نے فرمایا۔ ایک دفعہ بچپن کے ایام میں میں گھوڑے پر سوار ہوا۔ گھوڑا انتہا منہ زور۔ قصبہ سے باہر نکلتے ہی وہ بے لگام ہو گیا۔ میں نے ہر چند اسے روکنے کی کوشش کی۔ مگر

وہ نہ رُکا۔ اسی حالت میں موضع بسرانواں کے قریب پہنچ گیا۔ جہاں میں نے دیکھا۔ کہ گھوڑا جس رُخ جارہا ہے۔ اس کے سامنے ایک غیر آباد بغیر منڈیر کے کنواں ہے۔ اور اس کے پاس ہی دو چار قدم کے فاصلے پر چند بچے کھیل رہے ہیں۔ اس وقت میں نے سوچا۔ اگر اپنی جان بچانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور بچوں کی طرف گھوڑے کا رُخ کرتا ہوں۔ تو میری ایک جان کے بدلے کئی جانیں (بچے) ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ اور اگر ان کو بچاتا ہوں۔ تو دوسری طرف کنواں ہے۔ جس میں گھوڑے کے گرنے کی وجہ سے اپنی جان جانے کا ڈر ہے۔ اس وقت میں نے یہی فیصلہ کیا۔ کہ میرا اخلاقی فرض ہے۔ کہ میں اپنی جان کی پروا نہ کروں۔ چنانچہ میں نے گھوڑے کو سیدھا جانے دیا۔ خدا کی شان گھوڑا جو سرپٹ دوڑ رہا تھا۔ عین کنوئیں کی منڈیر کے پاس پہنچ کر یکدم رُک گیا۔ یہ واقعہ حضور کی بچپن کی زندگی پر عجیب روشنی ڈالتا ہے۔

امرتسر کے سٹیشن پر بعض احباب بالخصوص طلباء میڈیکل سکول ملاقات کے لئے حاضر ہوئے چوہدری غلام محمد صاحب سیکرٹری تبلیغ نے عرض کیا۔ کہ چونکہ مولوی عبدالرحیم صاحب نیرؔ کا کنہیا لال ہال میں اس وقت لیکچر ہو رہا ہے۔ اس لئے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ کہ احباب گاڑی کے وقت جلسہ گاہ نہ چھوڑیں۔ کہ اس سے ابتری پھیلتی ہے۔ اس لئے احباب حاضر خدمت نہ ہو سکے۔ حضور نے انہیں بھی بہت جلد رخصت کر دیا۔ تا جلسہ گاہ میں اپنی موجودگی سے انتظامات جلسہ مضبوط طریق پر قائم رکھ سکیں۔

مغلپورہ ریلوے سٹیشن پر لاہور چھاؤنی، موضع گنج اور موضع شاہو کی گڑھی وغیرہ کے بہت سے احباب حاضر خدمت ہوئے۔ میوہ جات پیش کئے۔ اور حضور کے گلے میں ہار ڈالے۔ اکثر ان احباب میں سے لاہور تک حضور کی معیت میں آ گئے۔ ان دوستوں کے ساتھ ایک چھوٹی سی جھنڈی تھی۔ جس پر لکھا تھا سیدنا! اھلاً و سھلاً و مرحباً۔

لاہور میں بھی چونکہ اس وقت چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے کی تقریر ہو رہی تھی۔ اس لئے احباب کو جلسہ گاہ سے اٹھ کر سٹیشن تک آنے سے منتظم جلسہ کی طرف سے ممانعت کی گئی تھی۔ تاہم جماعت لاہور کے معززین میں سے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ شیخ عبدالحمید صاحب۔ حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسیٰ اور مستری سراج الدین صاحب بہر استقبال تشریف لائے۔ ان کے ہمراہ بعض اور دوست بھی تھے۔ حضور اور حضور کے اہلبیت کو بذریعہ موٹر قیامگاہ تک لایا گیا۔ جہاں حضور نے کچھ دیر آرام فرمانے اور مقامی جماعت کے کارکنوں سے بعض امور ضروریہ کے متعلق بعض استفسار کرنے کے بعد کھانا تناول فرمایا۔ اور نماز پڑھائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ لاہور میں

۲۷ فروری ۱۹۲۷ء۔ مفتی محمد صادق صاحب نے نماز صبح کے بعد حاضر خدمت ہو کر احمدیہ وفد کے حالات بیان کئے۔ جو دائسرائے ہند کی خدمت میں ۲۵ فروری کو دہلی حاضر ہوا تھا۔ چونکہ حضور کی تشریف آوری کے وقت گذشتہ رات کو احباب جماعت احمدیہ لاہور کو بسبب شرکت جلسہ احمدیہ ہوا حضور کی ملاقات کا موقعہ نہ مل سکا تھا۔ اس لئے وہ علی الصبح حاضر ہونے شروع ہو گئے۔ ایسا ہی مضافات لاہور یعنی گڑھی شاہو، مزنگ۔ گنج۔ چھاؤنی لاہور۔ باغبانپورہ۔ شاہدرہ وغیرہ کے احباب نے بھی شرف ملاقات حاصل کیا۔ شیخوپورہ۔ گوجرانوالہ۔ شرقپور، شاہ مسکین، قصور۔ فیروزپور وغیرہ وغیرہ مقامات سے بھی احباب آئے۔

صوبیدار خوشحال خان صاحب پشاور۔ صاحبزادہ عبداللطیف صاحب پشاور اور کپتان عبدالکریم صاحب سندھ جو اراکین وفد دہلی میں سے تھے۔ باریابی پائی۔ اور کچھ دیر گفتگو کی۔

ماسٹر فقیر اللہ صاحب جو کبھی قادیان میں ہوا کرتے تھے۔ اور اب غیر مبایعین لاہور کے ساتھ وابستہ ہیں۔ مع اپنے ایک رفیق کے ملاقات کے واسطے آئے۔ شیخ مختار احمد صاحب بیرسٹر اور خواجہ فیروز الدین صاحب بیرسٹر نے بھی ملاقات کی۔

پروفیسر عبدالحکیم صاحب پریذیڈنٹ ایجوکیشنل یونین اسلامیہ کالج لاہور یہ درخواست لیکر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ حضور از راہِ مہربانی یونین میں مذہب اور سائنس پر تقریر کر کے ہماری عزت افزائی فرمائیں۔ پروفیسر صاحب کی اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا گیا۔

غلام حسین صاحب ڈرائیور قصور، بابو فتح محمد صاحب کلرک ڈاک خانہ۔ برکت علی صاحب موضع امیر اور قاضی کلیم اللہ صاحب شیخوپورہ نے بیعت کی۔

قریشی عبدالمجید صاحب انسپکٹر پولیس کے بھائی کی دعوت ولیمہ پر حضور ان کے مکان واقع اندرون لوہاری دروازہ پر تشریف لے گئے۔ حضور کے ہمراہ بہت سے احباب بھی گئے۔ جو مدعو تھے۔ حضرت صاحب نے وہاں ایک مختصر سی تقریر بھی فرمائی۔ جو انشاء اللہ شائع کی جائیگی۔

جیسا کہ احمدی احباب واقف ہیں۔ حضرت صاحب کی مجالس میں مختلف احباب کی آمد پر مختلف تذکرے چھڑ جاتے ہیں۔ یہاں بھی یہی حال ہے۔ کئی قسم کے ذکر معرضِ بیان میں آئے۔ جنہیں قارئین الفضل کے لئے کہیں کہیں جگہ سے لفظاً اور کسی جگہ سے مفہوماً پیش کیا جاتا ہے۔

سکھ قوم کے متعلق ذکر آنے پر فرمایا۔ سکھ قوم جلد مسلمان ہو سکتی ہے۔ جس مذہب میں کوئی قانون نہ ہو۔ بیاہ شادی اور موت فوت کے قواعد نہ ہوں۔ وہ مذہب کہلانے کا مستحق نہیں وہ جلد دوسرے مذہب میں جذب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جب اسے اپنے گھر میں کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی۔ تو وہ دوسروں کے گھر کی طرف دیکھتا ہے۔ اور جہاں سے اس قسم کی ضرورتیں پیدا ہوں وہاں سے پوری کر لیتا ہے۔ سکھ قوم میں چونکہ ایسا کوئی قانون نہیں اس لئے اس کا کسی اور قوم میں جذب ہو جانا مشکل نہیں۔ یہ لوگ ہندوؤں سے صرف تمدنی تعلقات کی وجہ سے لگے ہوئے ہیں اور جب یہ تعلق کٹ جائے۔ تو پھر ان کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔ کہ مسلمان ہو جائیں۔ البتہ ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ان میں سے چند آدمی ایسے پیدا ہوں۔ جو اس بات کو سمجھ سکیں۔ اور پھر اپنی قوم کو سمجھائیں۔

گائے کی قربانی کے متعلق ذکر آیا۔ تو فرمایا۔ سمجھ نہیں آتا۔ کیوں اور کب سے گائے کی قربانی ہندوؤں کے لئے مذہبی طور پر وجہ عداوت بن گئی۔ حالانکہ ویدوں کے زمانہ میں بھی گائے کے کبابوں وغیرہ کا ذکر آتا ہے۔ اور پھر اب تو بعض سمجھدار ہندو یہ بھی کہہ اُٹھے ہیں۔ کہ گائے کی تقدیس کوئی ایسی بنیاد نہیں۔ جس پر ساری ہندو قوم کا اتفاق ہو سکے۔

وحی اور خواب پر یقین نہ کرنے کے بارے میں فرمایا۔ کہ ایمان لانا تو اس الہام یا خواب پر ضروری ہوتا ہے۔ جو دنیا کے لئے حجت ہو اور پھر قطعی اور یقینی بھی۔ یوں تو ایک چمار کی خواب بھی سچی ہو سکتی ہے۔ اور ایک کنچنی کو بھی سچی خواب آ سکتی ہے۔ کیا اس کا ماننا بھی ضروری ہے۔ وہ اگر حجت ہو سکتی ہے۔ یا اگر وہ قطعی اور یقینی ٹھہر سکتی ہے۔ تو خواب دیکھنے والے کی اپنی ذات کے لئے۔ نہ کہ دنیا کے واسطے۔ ایسے خواب دیکھنے والے کی اپنی ذات کے متعلق ہوتے ہیں۔ صرف ان الہامات اور خوابوں پر دوسروں کے یقین رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو دنیا کے لئے ہوتے ہیں۔ اُم موسیٰ اور بعض ایسے شخصوں کی طرف جو نبی نہیں تھے۔ وحی آنے کا جو ذکر قرآن کریم میں موجود ہے وہ صرف انہیں کی ذات کے متعلق ہے۔ جن کو ہوئی۔ وہ دنیا کے لئے حجت نہیں۔

۲۸ فروری ۱۹۲۷ء۔ آج صبح کے وقت حضور کو سنبھال کے بعد پیٹ میں سخت درد ہوا۔ جس کے دو تین گھنٹے کے بعد آرام آ گیا۔ (الحمدللہ) دوپہر کو حرارت اور سر درد کی شکایت ہو گئی۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

خاکسار نذیر احمد چغتائی (از لاہور)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور میں جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء کی کوٹھی نیپیئر روڈ میں ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
یوم جمعہ۔ قادیان دارالامان۔ ۴ مارچ ۱۹۲۷ء

امام جماعت احمدیہ کا چیلنج پروفیسر رام دیو صاحب کو

کیا پروفیسر صاحب چیلنج منظور کرینگے

آج کل آریوں میں مسلمانوں کے خلاف جو اشتعال اور جوش پھیلا ہوا ہے۔ اُسے نہ صرف قائم رکھنے بلکہ اس میں اضافہ کرنے کے لئے آریوں نے تقریروں کا سلسلہ بھی شروع کیا ہوا ہے۔ چنانچہ لاہور میں خاص اہتمام کے ساتھ پروفیسر رام دیو صاحب آچاریہ کا لیکچر "آریہ سماج اور مسلمان" کے موضوع پر کرایا گیا ہے اور آریہ اخبارات میں نمایاں طور پر اسے جگہ دی جا رہی ہے۔

اس لیکچر میں پروفیسر صاحب نے الفاظ کے اُلٹ پھیر کے ساتھ اسلام کے خلاف قریباً وہی باتیں بیان کی ہیں۔ جو انہوں نے سنہ ۱۹۲۰ء میں اپنے اس لیکچر میں کہی تھیں۔ جس کا خلاصہ ۳۰ نومبر کے اخبار "بندے ماترم" میں شائع ہوا تھا۔ جس طرح اُس وقت انہوں نے اپنے لیکچر کی بنیاد مسٹر خدا بخش اور سید امیر علی کے بیانات پر رکھی تھی۔ اسی طرح اب بھی جا بجا انہوں نے انہی اصحاب کا حوالہ دیا ہے۔ جس طرح اس وقت انہوں نے کہا تھا۔ کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اُترا بلکہ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ڈائری ہے۔ جس میں تغیر تبدل ہوتا رہا۔ اسی طرح اب بیان کیا کہ "قرآن تو حضرت محمد کی رائٹنگ ڈائری ہے۔ ہر ایک موقعہ کے مطابق اس میں آیتیں پائی جاتی ہیں۔ جہاد کے لئے بھی حکم موجود ہے۔ کافروں کو قتل کرنے کے بارہ میں بھی لکھا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ مذہب کے بارہ میں جبر نہیں کرنا چاہیئے" (پرتاپ ۲ فروری)

پھر جس طرح سنہ ۱۹۲۰ء میں یہ کہا تھا۔ کہ اسلام صرف عرب کے وحشی لوگوں کے لئے باعث تسلی ہو سکتا تھا۔ مہذب دنیا ایسے قبول نہیں کر سکتی۔ اسی طرح اب کہا ہے کہ "جب اسلام کا زیادہ مہذب لوگوں سے واسطہ پڑا۔ تو اس میں گراوٹ شروع ہو گئی۔ سپین جا کر یہ رُک گیا۔ اور پھر خاتمہ ہونا شروع ہو گیا"۔ (حوالہ مذکور)

اسی طرح تعدد ازدواج اور اسلامی پردہ پر اعتراض کیا گیا ہے۔ قرآن کریم کو موجودہ زمانہ میں ناقابل عمل بتایا گیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں گیتا اور اُپنشدوں وغیرہ کی فضیلت کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ رامائن اور مہابھارت کا پاٹھ کرنے کی مسلمانوں کو تحریک کی گئی ہے۔ غرض اس تازہ لیکچر کا لب لباب وہی ہے۔ جو سنہ ۱۹۲۰ء کے لیکچر کا تھا۔ اور جس کی تردید میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے چند ایک مضامین شائع فرمائے تھے۔ اور پروفیسر صاحب کو چیلنج دیا تھا۔ کہ وہ قرآن کریم اور اسلام کی تعلیم پر جو اعتراض کرنا چاہیں۔ کریں۔ انہیں جواب دیا جائے گا۔ لیکن پروفیسر صاحب نے باوجود ان شرائط کو منظور کر لینے کے جو اس قسم کی تحریری بحث کے لئے تجویز ہوئی تھیں بالکل خموشی اختیار کر لی۔ اور اسلامی تعلیم پر کوئی اعتراض پیش کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اب چونکہ کئی سال کی خموشی کے بعد انہوں نے پھر پہلے ہی اعتراضات کو پہلی ہی شکل میں دوہرایا ہے اس لئے ان کے سامنے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا پہلا چیلنج پھر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر پروفیسر صاحب میں ہمت ہو۔ تو قبول کر کے میدان میں آئیں۔ اور اسلام کے خلاف جو اعتراضات کرنا چاہتے ہیں۔ دل کھول کر کر لیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ پروفیسر صاحب کو مخاطب کر کے تحریر فرماتے ہیں:-

"میں پروفیسر صاحب سے اُمید کرتا ہوں۔ کہ یہ باتیں جو انہوں نے اسلام کی کمزوری ثابت کرنے کے لئے پیش کی ہیں ان کے متعلق اگر کوئی دلیل ان کے پاس ہے۔ یا ان لوگوں کے پاس ہے۔ جن کی مدد انہوں نے حاصل کی ہے تو اسی کو پیش کریں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا جواب دینے کے لئے طیار ہوں۔ اور اس امر کو یقینی دلائل سے ثابت کرنے کے لئے طیار ہوں۔ کہ علوم کی ترقی اور سائنس کے انکشافات اگر کسی مذہب کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ تو وہ صرف اسلام ہے۔ یہی مذہب ہے۔ جو ہر زمانہ کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے۔ اور پورا کرتا رہے گا۔ تعجب ہے۔ کہ پروفیسر صاحب کو وہ چند لوگ تو نظر آ گئے۔ جو ان کے صوبہ سے باہر رہتے ہیں۔ اور جو اسلام کے بعض مسائل پر معترض تھے۔ اور اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکال لیا۔ کہ اسلام ہر زمانہ کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ لیکن ان کو وہ لوگ جو انہی کے صوبہ میں رہتے ہیں۔ جو علی الاعلان اسلام کے ہر ایک حکم کی خوبی ثابت کرنے کے مدعی اور اس کی زندگی بخش قوت کے گواہ ہیں۔ اور ان میں علوم جدیدہ کے ماہر بھی شامل ہیں۔ نظر نہ آئے"۔

اس کے علاوہ پروفیسر صاحب کے ہر ایک اعتراض کے متعلق حضور نے علیحدہ علیحدہ بھی اپنے عقیدہ اور اس کی صداقت کے دلائل کا ذکر کیا تھا۔ چونکہ پہلے ہی اعتراضات کو پروفیسر صاحب نے اب پھر دوہرایا ہے۔ اس لئے ان کے متعلق جو کچھ پہلے کہا گیا تھا۔ وہی حرف بحرف اب کہا جا سکتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"میرے نزدیک قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور اس کا ایک ایک لفظ اسی طرح محفوظ ہے۔ جس طرح کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔ اور یہ بات میں صرف عقیدۃً ہی نہیں مانتا۔ بلکہ اس بات پر مجھے کامل یقین ہے۔ اور یہ یقین اس امر کا نتیجہ نہیں۔ کہ میں مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوا ہوں۔ بلکہ اس یقین کی بنا دلائل اور عینی شواہد پر ہے۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر اس شخص کے اعتراضات کے جواب دے سکتا ہوں۔ جو قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونے کا منکر ہو۔ خواہ وہ اعتراضات عقلی ہوں یا نقلی"۔

"میں اس بات پر بھی یقین رکھتا ہوں کہ اسلام عرب کے نیم وحشیوں کے لئے نہیں۔ بلکہ دنیا کے بہترین متمدن لوگوں کے لئے بھی مفید ہی نہیں۔ بلکہ ضروری ہے۔ اور میں ہر اس شخص کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ جو اسلام کا حلقۂ اثر صرف نیم وحشیوں تک محدود رکھتا ہے۔ اسلام عملی طور پر یورپ اور ایشیاء کے متمدن ممالک یعنی یونان کے علاقوں ایران اور ہندوستان کی اصلاح کر کے ثابت کر چکا ہے۔ کہ وہ تہذیب کا دعویٰ کرنے والے ممالک کے لئے بھی ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ غیر متمدن لوگوں کے لئے۔ اور اگر کسی کو عقلاً اس امر پر کوئی اعتراض ہے۔ تو وہ پیش کرے۔ اگر اس کے اعتراضات تنقید کی کسوٹی پر سچے ثابت ہوں۔ تب جو چاہے۔ دعویٰ کرے"۔

"میں اس بات پر یقین کرتا ہوں۔ کہ اسلامی پردہ نیکی اور تقویٰ کے قیام کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔ اور میں مشتاق ہوں۔ کہ اس شخص کے دلائل سنوں۔ جسے اس پر کوئی اعتراض ہو"۔

"میں کثرت ازدواج کا نہ صرف قائل ہوں بلکہ اس پر عامل ہوں۔ اور میرے نزدیک اسلامی احکام کے ماتحت ایک سے زیادہ نکاح کرنے نہ صرف یہ کہ زناکاری نہیں بلکہ اول درجہ کی بردباری قربانی ایثار اور تقویٰ کی علامت ہے۔ اور کوئی عیاش انسان ان قواعد کے ماتحت دوسرا نکاح کر ہی نہیں سکتا"۔

"میرا یہ بھی یقین ہے۔ کہ پرانوں اور رامائن کے پڑھنے سے نہیں۔ بلکہ اسلامی احکام پر عمل کرنے سے سچی پرہیزگاری نصیب ہوتی ہے۔ اور میں اس بات کا مشتاق ہوں کہ وہ باتیں معلوم کروں جو رامائن میں ایسی موجود ہیں۔ کہ جن سے پاکیزگی حاصل ہوتی ہے لیکن قرآن کریم اور احادیث اور اسلامی لٹریچر میں موجود نہیں۔ میرے نزدیک تو ہندوؤں کی ان مذکورہ بالا کتب میں ایسی کوئی بات نہیں مل سکتی۔ جو پاکیزگی کا باعث ہو۔ مگر اسلام میں موجود نہ ہو۔ ہاں ایسی باتیں ضرور مل جاوینگی۔ جو ان کتب میں موجود ہیں۔ اور خود

ہندو صاحبان بھی دل سے یہی پسند کرینگے۔ کہ کاش ایسا ہوتیں" ان سطور کو پڑھ کر پروفیسر رام دیو صاحب بآسانی معلوم کر سکتے ہیں۔ کہ ان کے لیکچر کی کوئی بات ایسی باقی نہیں رہ گئی جس کا ذکر نہ آگیا ہو۔ اور اسلام کے خلاف ان کا کوئی اعتراض ایسا نہیں رہا۔ جسے پیش کرنے کے لئے انہیں موقعہ نہ دیا گیا ہو۔ پس انہیں چاہیئے۔ اگر پہلے نہیں۔ تو اب ضرور اس چیلنج کو منظور کریں تا بار بار ایک ہی لیکچر کو دُہرانے کی تکلیف سے بچ جائیں لیکن اگر اس دفعہ بھی وہ مقابلہ پر نہ آئے۔ تو سمجھا جائے گا۔ کہ اسلام کے خلاف انہوں نے چند سُنی سُنائی باتیں رٹی ہوئی ہیں۔ جنہیں گرمئ محفل کی خاطر دُہراتے رہتے ہیں۔ ورنہ نہ تو ان میں اتنی ہمت ہے کہ مرد میدان بنکر تعلیم اسلام کی صداقت ثابت کرنے والوں کے سامنے کھڑے ہوسکیں۔ اور نہ ہی یہ طاقت ہے۔ کہ جس مذہب کے پیرو بننے کا انہیں دعویٰ ہے۔ اس کی صداقت ثابت کر سکیں ؛

مُبارک فال

لکھا ہے۔ ایک دفعہ مسلمانوں نے ایک ملک پر چڑھائی کی۔ تو بادشاہ نے چند سر کردہ مسلمانوں کو بُلا کر گفتگو کی۔ اور از راہ تمسخر ایک بوری میں مٹی ڈالکر ان کے حوالہ کی۔ انہوں نے مٹی کی بوری اٹھالی۔ اور یہ کہتے ہوئے واپس اپنے لشکر کی طرف دوڑ پڑے کہ بادشاہ نے خود اپنے ملک کی مٹی ہمارے حوالہ کردی ہے۔ جو ہمارے لئے مبارک فال ہے۔ یہ سُنکر بادشاہ کو اپنی حرکت پر افسوس ہوا۔ اور مٹی کی بوری چھین لینے کے لئے آدمی دوڑائے۔ مگر مسلمان ان کے ہاتھ نہ آئے۔ آخر لڑائی ہوئی اور خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی ؛

اسی طرح کی ایک مبارک فال ہماری اس مذہبی جنگ کے متعلق ظاہر ہوئی ہو جو جماعت احمدیہ اور آریہ سماج میں ہو رہی ہے۔ آریہ اخبارات نے اپنی تقریروں اور آریہ لیکچراروں نے اپنی تحریروں کے ذریعہ کامیابی کی صورت نہ دیکھتے ہوئے ہمارے خلاف کارٹون سازی شروع کی ہے۔ چنانچہ ملاپ (۲۰ر فروری) میں ایک کارٹون شائع ہوا ہے۔ جس سے ہم اپنے لئے مبارک فال لیتے ہیں ۔

کارٹون اس طرح بنایا گیا ہے۔ کہ "ستیارتھ پرکاش" کو ایک ٹمٹماتی ہوئی بتی کی شکل دی گئی ہے اور ایک نوجوان کو جو ہاتھ میں سرپوش لئے اس بتی کو بجھا رہا ہے۔ "احمدیہ جماعت" قرار دیا گیا ہے۔ اور نیچے یہ الفاظ لکھے ہیں۔ احمدیہ جماعت کہہ رہی ہے۔ "میں تمہیں بجھا کر ہی چھوڑونگی" ؛

خدا چاہے تو ایسا ہی ہوگا۔ جماعت احمدیہ کے ہاتھوں یقیناً ایک دن آریہ سماج کا ٹمٹماتا ہوا چراغ بجھے گا۔ اور اس بات کو آریہ سماجی بھی خوب اچھی طرح محسوس کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ لاہور میں جماعت احمدیہ نے لیکچروں کا جو سلسلہ شروع کیا ہے۔ اس سے آریہ سماجی اخبارات میں کھلبلی مچی ہوئی ہے۔ اور ملاپ (۲۵ر فروری) "قادیانی مرزائیوں کی لاہور پر چڑھائی" کے عنوان سے مضمون لکھکر اپنی سراسیمگی کا اظہار کر رہا ہے ؛

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اندور کا ناواجب حکم

اندور میں ہندو مسلمانوں کا جو فساد حال میں ہوا ہے۔ اس کی وجہ سے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اندور نے حکم نافذ کیا ہے کہ کسی مقام پر پانچ سے زیادہ آدمیوں کا مجمع خلاف قانون سمجھا جائیگا۔ اور اس حکم سے مسجدیں اور مندر بھی مستثنے نہیں ہونگے۔ مسجدوں کے متعلق ساتھ کے اماموں کو یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ پانچ سے زیادہ آدمیوں کو ایک وقت میں نماز با جماعت نہ پڑھائیں۔

اگر یہ حکم اس طرح ہوتا۔ کہ مسجد میں جانے یا آنے کے وقت پانچ سے زیادہ آدمی اکٹھے ہو کر نہ چلیں۔ تو کوئی حرج نہ تھا لیکن مسجد میں پانچ سے زیادہ آدمیوں کو نماز میں شامل ہونے سے روکنا اسلام کے اس حکم میں صریحاً دست اندازی ہے۔ جس میں ہر مسلمان کے لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ جہاں تک ہمیں معلوم ہے۔ مندروں میں جانے کے متعلق ہندوؤں کے لئے اس طرح تاکیدی حکم نہیں ہے۔ جس طرح مسلمانوں کو نماز کے لئے مسجد میں جانے کے لئے ہے۔ اور اگر ہو۔ تو مندروں کو بھی اس پابندی سے ضرور مستثنیٰ کرنا چاہیئے۔

مجسٹریٹ صاحب اندور کو بہت جلد اس بارے میں اپنے حکم پر نظر ثانی کرنی چاہیئے۔ اور معابد پر یہ پابندی عائد نہیں کرنی چاہیئے ؛

مولوی ثناء اللہ صاحب آریہ مناظر

چند دن ہوئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے الفضل میں شائع شدہ ایک شعر کے لفظ مَہَین بمعنی عالی رتبہ کو بگاڑ کر "مُہِین" اہانت کرنیوالا قرار دیتے ہوئے بہت کچھ بیہودہ گوئی کی تھی۔ مولوی صاحب کے لئے تو ضروری تھا۔ کہ شان یہودیت قائم رکھنے کے لئے تحریف سے کام لیتے۔ لیکن ہم ان کے خلف الرشید کے اصل الفاظ پیش کرکے بتانا چاہتے ہیں کہ بیٹا اپنے باپ کو کیا سمجھتا ہے۔ اخبار "تنظیم" ۱۲ر فروری میں عطاء اللہ بن مولوی ثناء اللہ کی طرف سے ایک اعلان شائع ہوا ہے۔ جس میں لکھا ہے :-

"رسالہ رنگیلا رسول کا ایک جواب تو گورنمنٹ نے دیا ہے کہ اس کے شائع کرنیوالے کو قید کی سزا دی ہے۔ مگر واقعات مندرجہ کا جواب (مقدس رسول) مولانا ثناء اللہ صاحب مشہور مناظر آریہ نے بہت معقول دیا ہے"

گویا بیٹا باپ کو "مشہور آریہ مناظر" بتا رہا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں اتنا تو معلوم ہے۔ کہ پچھلے دنوں مولوی صاحب نے ہمارے مقابلہ میں دہرم بھکشو آریہ مناظر کا مددگار بننے کا اعلان کیا تھا۔ اور حال میں شردھانند جی کی حمایت میں سب سے پہلے انہوں نے مضمون شائع کیا ؛

آریہ سماجی اچھُوت

آریہ سماجی یُوں تو دلت ادھار کی بڑی بڑی ڈھینگیں مار رہے ہیں۔ اور اس غرض کے لئے لاکھوں روپیہ عوام کی جیبوں سے وصول کر رہے ہیں۔ کچھ چوہڑوں چماروں کو شدھ کرنے کے لئے بھی کبھی کبھی اعلان کرتے رہتے ہیں۔ لیکن چھُوت پن نے ان کے دلوں اور دماغوں پر ایسا قبضہ جما رکھا ہے۔ کہ وہ کبھی آپس میں ساوات کا برتاؤ نہیں کر سکتے۔ ان لوگوں کو جنہیں ویدک دہرم میں قدیم سے اچھوت اور ذلیل سمجھا جاتا ہے۔ شدھ کر کے انسانی ساوات دینا تو بڑی بات ہے، خود پرانے آریوں میں بھی تفریق موجود ہے۔ اور ایک فریق دوسرے کو حقیر اور ادنیٰ قرار دیتا ہے۔ یہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے۔ خود آریہ اس بات کا اعلان کر رہے ہیں۔ چنانچہ ۱۹ر فروری کے "ملاپ" میں لکھا ہے :-

"یہ ایک نہایت افسوسناک حقیقت اور قابل شرم سچائی ہے۔ کہ چند آریہ سماجی خود اپنے ہی قابل تعظیم آریہ سماجک بھائیوں اور بزرگوں کو اچھوت بنانے کی فکر میں سارا زور لگا رہے ہیں۔ اور ان کے اندر بالکل وہی نفرت کا جذبہ اور تفریق کی ذہنیت کام کر رہی ہے۔ جس کے زیر اثر رہ کر ہندوؤں نے اپنے ہی بھائیوں کو الگ کر کے اچھوت بنانا شروع کیا تھا۔ اور یہاں تک کہ ان کی تعداد سات کروڑ تک پہنچا کر دم لیا تھا۔ بدقسمتی سے آریہ سماج کے اندر چند لوگوں کی ایک منظم جماعت پیدا ہو گئی ہے جو اس ذہنیت کو ترقی دینے کے لئے ہر ممکن ذریعہ سے کوشش کر رہی ہے۔ اور پُرانے برہمنوں کی طرح اپنی اخباری و دیگر طاقت کے ناجائز استعمال سے اپنے تباہ کن مقصد میں کامیاب نظر آتی ہے"

یہ اس آریہ سماج کا حال ہے۔ جس کا دعویٰ ہے۔ کہ وہ تمام دیگر مذاہب کے لوگوں کو اپنے اندر جذب کرنے اور پورے انسانی حقوق دینے کی اہلیت رکھتی ہے۔ جن لوگوں کے اپنے اندر اس قدر تفریق اور نفرت کے جذبات پائے جائیں۔ ان کے مونہوں سے اس قسم کا دعویٰ نہایت ہی مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے ؛

مکتوب امام علیہ السلام

ایک غیر مبایع کے چند سوالات کے جوابات

ایک غیر مبایع کی طرف سے چند سوالات حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پہنچے۔ ان کے جواب بھجوائے گئے۔

سوال اوّل۔ کیا آپ کی ہر ایک دعا آپ کے منشا کے مطابق پوری ہوتی ہے۔ اور جو شخص آپ کی دعائیں ایمان نہ رکھتا ہو۔ اس کے لئے بھی آپ کی دعا فائدہ رکھتی ہے۔

جواب:۔ یہ خیال کہ کوئی شخص دنیا میں ایسا بھی ہے۔ کہ اس کی ساری کی ساری دعائیں قبول ہوتی ہیں شرک ہے۔ میری تو ہستی ہی کیا ہے۔ میں تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بھی یہ عقیدہ نہیں رکھتا۔ اور قرآن شریف سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کئی دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔

وہ شخص جو میری دعا پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کے حق میں بھی اسی طرز پر جو پہلے بیان کیا گیا ہے دعائیں قبول ہوتی ہیں یعنی اکثر دعائیں۔ اور اس قانون قدرت کے مطابق جو دعا کے لئے خدا تعالےٰ نے مقرر کیا ہے۔ اگر دعا صرف انہی لوگوں کے حق میں قبول ہوتی جو دعا پر یقین رکھتے ہیں۔ تو پھر نبیوں کے کام کی کامیابی کا کوئی ذریعہ ہی باقی نہ رہتا۔ نبیوں کے زمانہ میں ترقی کا باعث ان کی دعائیں ہی ہوتی ہیں۔ انہی کے زور سے وہ خدا تعالےٰ کے فضل کو جذب کرتے ہیں۔ اور پھر لوگوں کے دلوں کو مسخر کرتے ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین۔ شاید تو اپنی جان کو اس فکر میں ہلاک کر دے گا۔ کہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہوتے۔ یہ ہلاک کرنا کسی جسمانی تدبیر سے نہ تھا۔ کہ انبیاء اس کے مرتکب نہیں ہوتے بلکہ اس سے مراد وہ سوز و گداز کی دعائیں ہیں۔ جن کے کرتے وقت انسان بالکل پگھل جاتا ہے۔ یہی دعائیں تھیں کہ جن کے ذریعہ آخر اسلام کی اشاعت ہوئی۔ اور پتھر دل بھی موم ہو گئے۔

سوال دوم:۔ کیا جب کبھی آپ کا کوئی مرید اپنی کسی تکلیف میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو اس امر کی آپ کو اطلاع دیجاتی ہے۔ بغیر اس کے کہ وہ خود آپ کو آگاہ کرے تحریر سے یا تقریر سے؟

جواب:۔ یہ تو کسی کے ساتھ بھی نہیں ہوتا۔ نہ انبیاء کے ساتھ کہ جو شخص ان کی طرف متوجہ ہو۔ اس کی حالت سے خبر ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ جب چاہتا ہے۔ کسی بندہ کی حالت کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ لیکن یہ بہت کم ہوتا ہے۔ عام قاعدہ یہی ہے۔ کہ جو شخص اپنے حالات سے اطلاع دے۔ اس کے حالات سے اطلاع ہوتی ہے۔ ہاں ایک بات جو سنت اللہ سے ثابت ہوتی ہے اور مجھے اس کے متعلق تجربہ حاصل ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جب کوئی شخص دعا کے لئے خط لکھتا ہے۔ تو بسا اوقات اس کے خط لکھنے ہی کی وجہ سے پیشتر اس کے کہ مجھے اطلاع ملے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ کہ وہ مشکل سے بچ جاتا ہے۔ مگر یہ معاملہ بھی اسی رنگ میں ہوتا ہے۔ جس رنگ میں دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ درحقیقت ایسے شخص کی توجہ کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ اسے ان عام دعاؤں میں سے جو میں جماعت کے لئے یا اسلام کے لئے کرتا رہتا ہوں وافر حصہ دے دیتا ہے اور بغیر اس کے کہ مجھے علم ہو۔ اللہ تعالےٰ ایک عام جوش دعا کا قلب میں پیدا کر دیتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے انبیاء کے بارہ میں اس سے بھی بڑھ کر معجزانہ خدا تعالےٰ کی تجلی ہوتی ہے۔ میں نے اپنے مبلغین کو یہ ہدایت بھی کی ہوئی ہے کہ جب کبھی کوئی مشکل ان کے رستہ میں پیش آئے۔ تو خواہ ان کا خط وقت پہ نہ پہنچے۔ انہیں دعا کے لئے خط لکھ دینا چاہیئے اللہ تعالےٰ ان کی دستگیری کرے گا۔

سوال سوم:۔ کیا آپ کے ساتھ خدا تعالےٰ کا بکثرت مکالمہ و مخاطبہ ہوتا ہے؟ اور کیا وہ امور غیبیہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو کیا آپ نے اس کا اظہار بذریعہ تحریر قبل از وقوع کیا ہے؟

جواب:۔ بکثرت کے دو محاورے ہیں۔ ایک بکثرت جیسے ہم روز بولتے ہیں۔ اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ شاذ و نادر نہیں بلکہ متعدد بار۔ اور ایک بکثرت کا لفظ خدا تعالےٰ کے خاص محاورے میں استعمال ہوتا ہے۔ جس کثرت کا مکالمہ پانے والے کو خدا تعالےٰ کی طرف سے نبی کا خطاب دیا جاتا ہے۔ یا یوں کہیں کہ وہ کثرت سوائے نبی کے کسی کو نہیں ملتی۔ سو اس قسم کی کثرت تو مجھے ہرگز حاصل نہیں۔ اگر وہ مجھے حاصل ہوتی۔ تو میں بھی نبی ہوتا۔ ہاں کثرت سے مراد اگر یہ لی جائے۔ کہ شاذ و نادر نہیں بلکہ متعدد بار اور جلد جلد مجھے رویا یا الفاظ میں کوئی عبارت خدا تعالےٰ کی طرف سے بتلائی جاتی ہے۔ تو یہ بالکل درست ہے۔ مگر چونکہ میں مامور نہیں ہوں۔ اس لئے میں عام طور پر ایسی خوابوں یا کشفوں کو ظاہر نہیں کرتا۔ اعلان کے ذریعہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ایک رؤیا جو کہ میں نے شائع کی ہے۔ وہ غالباً سنہ ۲۳-۱۹۲۲ء میں مجھے طاعون کے متعلق اس وقت دکھائی گئی تھی۔ جب کہ گورنمنٹ نے اعلان کیا تھا۔ کہ آئندہ سال طاعون شاید بالکل بند ہو جائیگی۔ اس وقت مجھے اللہ تعالےٰ نے بتلایا۔ کہ پھر شدومد کے ساتھ طاعون ملک میں پھیلے گی۔ میں نے ایک خطبہ جمعہ کے ذریعے اس اپنی رؤیا کا اعلان کر دیا تاکہ لوگ ہوشیار رہیں۔ چنانچہ ایک دو ہفتہ کے اندر طاعون ظاہر ہوئی۔ اور برابر کئی سال سے نہ صرف خاص طور پر نمودار ہوتی ہے۔ بلکہ بظاہر بڑھ رہی ہے۔ اس کے علاوہ غالباً میں نے کوئی رؤیا اپنے طور پر شائع نہیں کی۔ بعض دفعہ بعض رؤیا مجلس میں بیان کی ہیں۔ تو لوگوں نے ان کو چھاپ دیا ہے۔ ورنہ اکثر رؤیا تو ایسی ہی ہوتی ہیں۔ کہ میں ان کو بیان نہیں کرتا۔ کیونکہ میرے نزدیک رؤیا کا بیان کرنا ماموروں کا کام ہے۔ میں ایسی ہی رؤیا بیان کرتا ہوں۔ جس کے بیان کرنے میں میں سمجھوں۔ کہ بعض لوگوں کو فائدہ پہنچ سکے یا جن میں کوئی وعظ و نصیحت کا رنگ ہو۔ یا بعض رؤیا کسی خاص شخص کے متعلق ہوتی ہیں۔ اس کے سامنے ظاہر کر دی جاتی ہیں۔

سوال چہارم:۔ حضرت صاحب خدا کے مقرر کردہ خلیفہ تھے کیا اسی طرح آپ بھی خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں۔ اگر یہ درست ہے۔ تو حضرت صاحب کی ماموریت میں اور آپ کی ماموریت میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے مقرر کردہ خلیفہ تھے۔ اور میں بھی خدا تعالےٰ کا مقرر کردہ خلیفہ ہوں۔ لیکن تقرر الگ الگ قسم کے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تقرر بذریعہ الہام اور وحی کے تھا۔ اور میرا تقرر جماعت کے لوگوں کی زبانوں پر تصرف کر کے۔ گویا وہ وحی جلی کے ذریعہ تھا۔ اور یہ وحی خفی کے ذریعہ۔ جتنا عظیم الشان فرق وحی جلی اور خفی میں ہوتا ہے۔ اتنا ہی فرق میری اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت میں ہے۔ ان (حضرت مسیح موعودؑ) کی خلافت خلافت ماموریت تھی۔ اور میری خلافت خلافت نیابت ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ ایک پٹواری بھی گورنمنٹ کا مقرر کردہ ہوتا ہے۔ اور ایک وائسرائے بھی گورنمنٹ کا مقرر کردہ ہوتا ہے لیکن پھر بھی بڑا فرق ہوتا ہے۔

سوال پنجم:۔ کیا آپ اپنے منکر کو بھی کافر یعنے خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ جس طرح حضرت صاحب کے منکروں کو؟

جواب:۔ ہرگز نہیں۔

سوال ششم:۔ کس حد تک کسی کو اپنی خوابوں پر بھروسہ کرنا چاہیئے

جواب:۔ خواب کے مختلف مدارج ہوتے ہیں۔ اور مدارج کو مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ انبیاء کی رؤیا اور وحی تو ایسی یقینی اور قطعی ہوتی ہے۔ کہ اس کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ وہ عقل اور دوسری وحی کے خلاف ہو گی ممکن ہی نہیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی وحی کے بھی دو معنے بنتے ہوں۔ ایک دوسری وحیوں اور عقل کے مطابق اور ایک خلاف۔ اس صورت میں نبی بھی اپنی وحی کے ان معنوں کی اتباع کرے گا۔ جو دوسری وحیوں اور عقل کے مطابق ہوں۔ نبی کی وحیوں کے بعد دوسرے لوگوں کی وحی اور خوابیں خواہ کتنی اعلےٰ درجہ کی ہوں۔ وہ ایسی قطعی اور یقینی نہیں ہوتیں۔ کہ ان کے متعلق انسان قسم کھا سکے۔ کہ وہ ضرور صحیح ہی ہیں۔ بعض دفعہ انسانی دماغ اپنی گوناگوں کیفیتوں کے ماتحت بعض ایسی حالتیں پیدا کر دیتا ہے

لیکن ان کو خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک ایسا ملکہ ملا ہوا ہوتا ہے کہ وہ ان کو خدا تعالےٰ کی وحی سے الگ سمجھ لیتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے چونکہ ان کی وحی کو خدا تعالےٰ نے یقینی اور قطعی مرتبہ نہیں عطا کیا ہوتا۔ وہ اس کو شریعت پر عرض کرتے ہیں۔ نبیوں کی طرح نہیں تا یہ دیکھیں کہ ان کی کونسی تاویل صحیح ہے ۔ بلکہ اس طرح سے کہ اگر وہ غلط ہے۔ تو ہم اس کو ترک کر دینگے۔ دوسرے لوگوں کی خوابیں جن کو یہ مرتبہ بھی حاصل نہیں ہوتا۔ ان کے لئے اپنی خوابوں پر عمل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

(۱) یہ دیکھیں کہ وہ شریعت کے خلاف نہیں (۲) یہ دیکھیں کہ وہ عقل کے خلاف نہیں (۳) ان کی تعبیر علم تعبیر الرویاء کے مطابق ہو (۴) یہ دیکھیں کہ ان میں ایسی بات تو بیان نہیں کی گئی۔ جو ان کی عام طاقت سے بالا ہے۔ یا جس پر عمل کرنے سے وہ دکھ میں پڑتے ہیں۔ یا وہ نظام سلسلہ کے خلاف تو نہیں پڑتی۔ اگر یہ ساری کی ساری باتیں درست ہوں۔ تو پھر خواب دیکھنے والے پر اپنی خواب پر عمل کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر وہ اس پر عمل نہ کرے۔ اور دوسرے ذرائع سے اس پر کوئی حجت نہ ہوتی ہو۔ تو خدا تعالےٰ کے نزدیک اس لئے گنہگار نہ ہوگا۔ کہ اس نے خواب پر عمل نہیں کیا۔ ہاں جس خواب میں آئندہ کی خبر بتلائی گئی ہو۔ جب وہ ظاہر ہو جائے۔ تو انسان کے لئے بہت خطرہ اور توبہ کا موقعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں ایسا شخص خدا تعالےٰ کی گرفت کے نیچے بھی آ جاتا ہے۔

اشاعت انجیل کے اعداد و شمار

چین میں گذشتہ سال ۴۳۸۵۲۰۰ کوریا میں ۷۲۳۰۰۰ جاپان میں ۲۷۶۰۰۰ بنگال میں ..... نسخہ انجیل کے چھاپے گئے ہیں۔ اور اسی سال سوسائٹی کے حساب میں سال کے آخر پر ۳۴۸۲۵ پونڈ کی کمی ہے۔ گذشتہ تین سالوں میں اشاعت میں ۲۰ لاکھ جلدوں کا اضافہ ہوا۔ اس سال کیٹی نے ۵۰۰۰۰ پونڈ کے لئے اپیل کیا ہے۔ سنہ ۱۹۲۵ء میں ۱۵۲۳۲۱ بائبلیں ۱۱۶۱۸۰۳ انجیلیں اور ۴۳۸۶۰ حصص کتاب مقدس شائع کئے گئے۔

ایک انسان ضعیف البنیان کو خدا بنانے والی قوم اپنے عقائد کی تبلیغ و اشاعت کے لئے یہ کوشش کر رہی ہے۔ لیکن ایک حی و قیوم اور واحد لاشریک خدا کی پرستش کرنے والی قوم اس کا عشر عشیر بھی کر رہی ہے ؟ کیا کوئی سینے میں دل اور دل میں درد رکھنے والا مسلمان اس پر غور کرے گا۔

(عاجز محمد ابراہیم از ننکانہ)

"نور افشاں" اور مسلمان

اخبار نور افشاں نے اپنی ایک تازہ اشاعت میں تحریک کی ہے کہ عیسائی اور مسلمان آپس کے تنازعات کو کچھ عرصہ کے لئے اٹھا رکھیں اور متحدہ طور پر آریوں اور ہندوؤں کا مقابلہ کریں۔ اور ان کے خلاف آواز اٹھائیں۔ اس کا منشا ہے۔ کہ "مسیحی اور مسلم ایک دوسرے کے خلاف قلم چلانے کو بالکل ترک کر دیں۔ کیونکہ ہماری باہمی مکاذبت کی تحریرات سے ایک تیسری مخالف پارٹی زور پکڑتی ہے۔ وجہ یہ کہ مسیحی اور مسلم ایک باپ کی نسل ہیں۔ ان کے مذاہب و عقائد کا سرچشمہ واحد ہے۔ ان کی کتب مذہبی ایک ہیں۔ ان کے انبیاء ایک ہیں۔ ان کا خدا ایک ہے۔ ان میں صرف فروعات کا اختلاف ہے۔" وہ کہتا ہے "اسلام کے بزرگوں کی توہین سے مسیحیوں کے دل زخمی ہوتے ہیں۔ اور مسیحیت کی توہین سے مسلم پبلک کے جذبات زخمی ہوتے ہیں۔ باقی رہا آپس کے اسلام اور مسیحیت کے اختلافات ہم انہیں کسی احسن طریق سے مٹانے کی فکر کریں۔"

ہمیں بڑی خوشی اس امر سے ہوئی۔ کہ آخر ہمارے مسیحی بھائیوں کو بھی یہ خیال پیدا ہوا۔ اگر صبح کا بھولا شام کو آ جائے۔ تو مبارک بات ہے۔ ساڑھے تیرہ سو سال کا عرصہ گذرتا ہے۔ اسلام نے اس سوال کو زور سے اٹھایا تھا۔ کہ جن باتوں میں ہمارا اعتقادانہ اتحاد ہے۔ ان کو مضبوط پکڑ کر ان پر اتحاد کی بنیاد ڈالیں۔ اور آپس کے نزاعات کا فیصلہ کسی احسن طریق سے کریں۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ یَا اَھْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ یعنی اے اہل کتاب آؤ ہم آپ کو ایک امر کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ جو ہم میں اور آپ میں مشترک ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہم کسی اور مخلوق کی عبادت نہ کریں سوائے اللہ کے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ اور کسی انسانی کلام کو وہ عظمت نہ دیں۔ جس کا مستحق صرف کلام الٰہی ہی ہے۔ اور مسلمانو! تمہیں تاکید ہے۔ کہ اگر اہل کتاب حد تجاوز سے بھی نکل جائیں۔ اور اس سیدھے سادے اور صحیح اصول کی طرف نہ آئیں۔ تو پھر تم یاد رکھو۔ کہ تم نے اس بات پر پورے اخلاص اور فرمانبرداری سے قائم رہنا ہے۔

کیا ہی پاک ہے یہ تعلیم اور کیسا ہی معجز نما اس کا اثر ہے کہ ان چودہ سو برسوں میں مسلمانوں اور عیسائیوں کی جنگیں بھی ہوئیں۔ تو اتنی بڑی بڑی جن کی دنیا میں نظیر نہیں۔ اور مباحثے بھی ہوئے۔ تو عظیم الشان لیکن مسلمانوں نے اس اصول کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور بزرگان مذہب حضرت مسیح کو بڑی تعظیم و تکریم سے ہی یاد کرتے رہے۔ اور باوجود غلیظ گالیوں کے سننے کے انہوں نے طیش میں آ کر حضرت مسیح کی شان میں اپنی طرف سے کوئی ناشائستہ کلمہ نہ نکالا۔ ہمیں ایڈیٹر صاحب نور افشاں کے خیال سے کمال ہمدردی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ یہ اسلام کی ہی فتح ہے۔ کیونکہ اسلام ہی پہلا مذہب ہے۔ جس نے اس اصول کو بڑے زور سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اور اس امر پر زور دیا۔ کہ جب مذاہب میں بہت سی مشترک باتیں ہوں۔ تو کیوں نہ اشتراکی امور کو مدنظر رکھ کر ہم آپس میں صلح اور اتحاد سے رہیں۔ اور صلح جوئی سے ہی مابہ النزاع امور کا فیصلہ کریں۔ اسی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام نے اتحاد فی العمل کی دعوت دی۔ اسی وجہ سے اسلام نے کہا۔ کہ تمام اقوام عالم میں نبی آئے۔ اس لئے تمام مذاہب کے بانیوں کو عزت و تکریم سے یاد کیا جائے۔ دوسروں کے بزرگوں کو برا کہنے سے روکا اور سختی سے روکا۔ اس لئے ہم سمجھتے ہیں۔ جہاں مسلمانوں کو اسلام کی اس تعلیم پر ناز ہے۔ وہاں انہیں اس بات پر بھی فخر ہے۔ کہ اب دوسرے مذاہب کے لوگ آہستہ آہستہ اس اصول کو تسلیم کرنے لگے ہیں۔ اس آواز کا عیسائیوں کی طرف سے اٹھایا جانا اسلام کی ایک نمایاں فتح ہے۔ کیونکہ مذہبی بحث مباحثات میں دوسرے مذہب کے بزرگوں کی توہین روا رکھنا پہلے پہل عیسائیوں نے شروع کیا۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہمیں اس ناگوار امر کی طرف اشارہ کرنا پڑا ہے۔ مگر ع

اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

آریوں نے جس قدر سخت کلامی کی۔ وہ مسیحی علماء کی کاسہ لیسی سے کی۔ اور جس قدر طوفان بے تمیزی اب ہندوستان میں بپا ہے۔ اس کے بہت حد تک عیسائی علماء ہی ذمہ دار ہیں۔ لیکن چونکہ اسلام کی تعلیم ہے۔ کہ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ۔ کہ اگر دوسرے لوگ صلح کی طرف مائل ہوں۔ تو تو بھی ان کے لئے کندھا ڈال دے۔ اور ان سے بڑھ کر تو صلح کا طالب ہو جا۔ اس لئے بڑی خوشی سے ہم نور افشاں کی تحریک کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ عیسائی پادریوں نے پہلے پہل ہندوستان میں دوسرے مذاہب کے بانیوں کو گالیاں دینی شروع کیں اور غالباً وہ معذور بھی تھے۔ کیونکہ اناجیل میں بعض تعلیمیں اسی رنگ کی واقعہ ہوئی ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح کا یہ قول کہ ان سے پہلے جس قدر لوگ آئے وہ چور اور بٹ مار تھے اور آپ کا یہ قول کہ آپ کے بعد بھی جھوٹے ہی لوگ دعوے کریں گے۔ اس سے طبعاً مسیحیوں کے دل میں یہ بات پیدا ہو سکتی ہے۔ کہ حضرت مسیح کے سوا دنیا میں اور کوئی راستباز نہیں گذرا۔ اس لئے عیسائی پادری جہاں کہیں بھی گئے انہوں نے دوسرے

مذاہب کے بانیوں کی شان میں ناگفتہ بہ الفاظ استعمال کئے۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے میرا خیال ہے کہ عیسائیوں میں اس قسم کا خیال پیدا ہونا یہ اسلام کی فتح ہے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کہ وہ روز بروز اسلامی تعلیم کی حقانیت کو لوگوں کے مونہوں سے منوا رہا ہے۔ اس لئے اس خوشی کے اظہار میں ہم ان تمام دیرینہ گالیوں کو حرف غلط کی طرح محو کرنے کے لئے طیار ہیں۔ بشرطیکہ ہمارے عیسائی بھائی حضرت مسیح کی الوہیت سے دست بردار ہو جائیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسا شرک ہے۔ جس کے ساتھ کسی طرح بھی اسلام کا جوڑ نہیں ہو سکتا۔ اور دوسرے وہ اس اصول کو تسلیم کرلیں۔ کہ سلسلہ حق حضرت مسیح سے بہت قبل کا جاری ہے۔ اور ہمیشہ تک جاری رہے گا۔ اور یہ کہ وہ بزرگان اسلام کے نام ہمیشہ عزت سے یاد کرینگے۔ اور آپس کے اختلافات کو ان اصول کے ماتحت جزوی اور فروعی قرار دیکر ان کا مجت اور صلح کے ذریعہ سے فیصلہ چاہیں گے۔ یہ ہیں ہماری شرائط ان کے ماتحت ہم ہر وقت صلح کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں خوشی ہے۔ کہ نور افشاں نے اس سوال کو اٹھایا ہے۔ لیکن سب سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے عیسائی بھائیوں کو اس اصول پر متحد کرے۔ کیونکہ کئی ایک ممتاز ہند وانتسل عیسائی شدھی کی مجلسوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ اور باوجود اس امر کو جانتے ہوئے کہ اسلام عیسائیت سے اقرب ہے وہ اہل ہنود کے شدھی کے پرچار میں زور شور سے حصہ لے رہے ہیں۔ کیا ہم یہ سمجھیں۔ کہ ابھی تک ہند و قومیت اور عصبیت ان کی رگوں میں جوش مار رہی ہے۔ پہلے نور افشاں ان عیسائی دوستوں کی خبرلے۔ مسلمانوں کو کسی ایسے وعظ کی ضرورت اس لئے نہیں۔ کیونکہ یہ تعلیم ان کے مذہب کا جزو اور ان کا اصول ایمان ہے۔ تمام مذاہب کے بزرگوں کو عزت و تکریم سے یاد کرنا ان کا پرم دہرم ہے اور تو اور ان کو تو یہ بھی اجازت نہیں۔ کہ بت پرستوں کے جھوٹے بتوں اور دیوتاؤں کو کسی بے عزتی کے خطاب سے مخاطب کریں۔ کیونکہ قرآن شریف فرماتا ہے:- لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ۔ کہ جن غیر اللہ اشیاء کو وہ اپنا معبود تصور کر کے ان سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہیں۔ ان کو بھی کسی قسم کے ہتک آمیز الفاظ سے یاد نہ کرو۔ کیونکہ فطرت انسانی ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ انسان دشمنی کے جوش میں آکر بڑے بڑے اصول کو بھی بھلا دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات جو تمام مذاہب و ادیان کا منبع و سرچشمہ ہے۔ اس کو بھی وہ گالیاں دینا شروع کر دیتا ہے۔ پس ہمیں خوشی ہے۔ کہ ہمارے عیسائی دوستوں نے محسوس کر لیا ہے۔ کہ جو طرز ان کے بزرگ اب تک اختیار کرتے چلے آتے ہیں۔ وہ غلط ہے۔ اور اس سے حق و ناحق کا فیصلہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ جست و آشتی کا ہی طریق دنیا میں ہمیشہ کامیاب رہا ہے۔ گالیاں دینے سے مجبوراً انسان کو گالیاں سننی بھی پڑتی ہیں۔

ہماری دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے عیسائی دوستوں کو حق کی طرف اور زیادہ قدم اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار محمد دین ایڈیٹر سن رائز

اسلام کے بدترین دشمن،

اہل بہاء

آخر بہائی کھل کھیلے۔ اور احمدی مطالبات سے مجبور ہو کر انہیں صاف لفظوں میں ماننا پڑا۔ کہ ہم قرآن مجید کی شریعت کا زمانہ ختم سمجھتے ہیں اور ایک جدید کتاب جدید شریعت کے قائل ہیں۔ چنانچہ کوکب جلد ۷ نمبر ۸ صفحہ ۱۱ پر ہے:-

"برادران اسلام اس وہم میں مبتلا ہیں کہ قرآن شریف کے بعد کوئی کتاب یا شریعت نہیں آسکتی × × × مگر اہل بہاء سمجھتے ہیں کہ یہ عقیدہ ...... عین قرآن کی ضد ہے"

"حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ کتاب جدید کے ساتھ موعود کل ادیان ہونے کے مدعی ہیں" (صفحہ ۱۰)

یہ لوگ اپنے خود ساختہ مذہب کی تبلیغ و اشاعت میں ایسے طریق سے کام لیتے ہیں کہ عوام الناس کو کچھ سمجھ نہیں آنے دیتے جس قوم جس علاقہ میں جاتے ہیں۔ ان کے مشہور و مقبول و خاص دلچسپی کے عقائد ظاہر کرتے ہیں۔ اور اپنی خاص کتابیں نہیں دکھاتے۔ بلکہ ان سے چٹکلے اور مقفیٰ عبارتوں کے کوٹیشن پبلک میں لاتے اور یوں شوق دلاتے ہیں۔

اسکی وجہ یہ ہے۔ کہ اس فرقہ کی ابتداء ان شیعہ سے ہوئی جو تقیہ اور منافقت جزو ایمان سمجھتے تھے۔ شریعت اسلامی سے بعض سیاسی وجوہات کی بناء پر دل برگشتہ ہو چکے تھے۔ اس لئے ایک طرف تو اعلان کر دیا۔ کہ قرآن مجید کا زمانہ ختم ہوا۔ اب نئی کتاب نئی شریعت ہوگی۔ دوسری طرف اپنی شریعت کا نقص اور کم مائگی معلوم تھی۔ اس لئے اس کے اجراء کو مشروط بہ شرائط کر دیا۔ اب ان ملحدین و زنادقین کے گروہ کا یہ رویہ ہو گیا ہے کہ شریعت اسلامی کو منسوخ بتاتے ہیں۔ اور خود اپنی شریعت پر نہ خود عمل کرتے ہیں نہ کسی کو دکھاتے ہیں۔ اور جرات اس درجہ تک پہنچ گئی ہے۔ کہ دلیل صداقت نفوذ و اقتدار پیش کرتے ہیں۔ بھلا وہ کتاب بھی نافذ کی جا سکتی ہے جو پبلک میں لانے کی جرات نہ ہو۔ بارہا مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ کتاب تم ہمارے سامنے لاؤ جسے قرآن مجید کے مقابلے میں پیش کرتے ہو مگر اقدس کو سامنے نہیں لاتے۔ دوسرے طومار ہائے بے تمیزی تو کئی کئی سو صفحات کے چھاپنے کی مقدرت ہے۔ مگر چند صفحے اقدس جو اصل الاصول اور بنیادی کتاب ہے۔ وہ ندارد۔ البیان کا تو صرف نام ہے۔ بہائی اس کی شکل خود بھی دیکھنا نہیں چاہتے۔ یہ ہے اس کا نفوذ و اقتدار۔ حالانکہ اس کتاب نے ۱۲۶۰ھ کے قریب بہائیوں کے نزدیک قرآن مجید منسوخ کر دیا تھا۔ پھر اقدس نے البیان کو منسوخ کیا۔ مگر اقدس کا وجود عنقا۔ اگر موجود ہے۔ تو میرے نام وی پی کر دو۔ (ولن تفعلوا) باوجود اس صورت حال کے اقدس کا نام لیتے شرم تو نہیں آتی۔ خدا نے نہ چاہا۔ کہ مقدس کتاب قرآن مجید کے مقابل کوئی کتاب اشاعت پذیر ہو۔ اس لئے اس نے تم لوگوں کو رد کر دیا۔ عبدالبہاء بھی جمعہ کے دن قرآن مجید ہی کی تلاوت سے لوگوں کو دھوکہ دیتا نظر آتا۔ مجھے بتاؤ۔ وہ کونسا علاقہ ہے۔ کونسی جماعت ہے، اور وہ دنیا کے کس پردے پہ ہے۔ جو اقدس کو پڑھتی پڑھاتی۔ اور اس پر عمل کر کے دکھاتی ہے۔ یہ توفیق اب تک تمہیں نہیں ہوئی اور نہ انشاء اللہ ہوگی۔ کیونکہ دجال کی قسمت میں تو شکست اور آہستہ آہستہ پگھلتے جانا ہے۔ نہ تمہارا بیت العدل قائم ہوگا نہ یہ شریعت نافذ ہوگی۔ شریعت کیا ہے۔ عجمی حسد عرب کے مقابل رونما ہوا ہے۔ اور منہ چڑایا ہے۔ کہ چار رکعتوں کی بجائے دو رکعتیں کر دیں۔ قبلہ بدلا دیا۔ مقدس مقام چھوڑ کر ایک انسان ناکام انسان کی قبر پر سجدہ شروع کر دیا۔ آ جا کر عکہ کا نام نکالا تھا۔ خدا نے وہاں سے بھی نکال دیا۔ اور ایک کردہ بہجہ میں پہنچا دیا۔ جسے کوئی جانتا بھی نہیں۔ چنانچہ بہائی خود اس کا نام نہیں لیتے۔ عکہ عکہ کرتے ہیں۔ اور وہاں یہ حال ہے۔ کہ ان کا نام پوچھا۔ تو لوگ ہکا بکا رہ جاتے ہیں۔ کہ کون بہائی؟ جب مرکز میں تمہاری یہ ذلت و مسکنت ہے تو باؤا بغضب من اللہ میں کیا شک ہے۔ کیا تم ایمان سے کہہ سکتے ہو کہ تمہارا عملدرآمد اقدس پر ہے۔ ہاں ایک دفعہ پھر سن لو۔ کہ اگر تم سچے ہو۔ تو قرآن کے مقابل جو کتاب جدید بتاتے ہو وہ ہمارے سامنے پبلک میں لاؤ۔ وہ تمہارا مسجون فرید جو عکہ کے جیل میں لا الہ الا انا سناتا رہا۔ ایسا شدید ناکام رہا۔ کہ کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ جس روز اقدس کتاب شائع ہوئی۔ وہی روز بہائیوں کی موت کا ہوگا۔ کیونکہ دنیا پر اس دجل کا پردہ فاش اور بہجی طلسم پاش پاش ہوگا۔ اس قسم کے دلائل کسی کام کے نہیں کہ چونکہ تم نے اپنے مضمون میں اقدس کی عبارت کا حوالہ دیا ہے اسلئے تمہارے پاس اقدس ہے۔ ہم سے کوئی قرآن مجید طلب کرے تو ہم خوش ہوتے ہیں۔ مگر یہ لوگ اقدس کے مطالبے پر بات بنانے لگ جاتے ہیں۔ آخر کچھ تو بات ہے۔

(اکمل عفا اللہ عنہ)

شب زندہ داران لنڈن

چونکہ میرے پیش نظر خوبیوں کا پہلو ہے۔ اس لئے میں یہاں رات کی بجلی کی روشنی میں لنڈن کے جگمگاتے ایوانوں اور بقعۂ نور ہوٹلوں اور کلبوں میں پھرتا ہوا بھی زندگی کے تاریک پہلو کو (جو یہاں کی روشنی میں نمایاں ہوتا ہے) نہیں دیکھ سکتا۔ یا دیکھتا ہوں اور تیز روشنی کی چکا چوندیں برداشت نہیں کر سکتا۔ مگر اس عیاں تاریکی میں بعض ایسی خوبصورت اور کام کی چیزیں بھی نظر آتی ہیں۔ کہ حیرت کئے دیتی ہیں۔ میں لنڈن کی رات کا نظارہ بیان کرتا۔ اگر مجھے مختلف مقامات کی تشریح اور توضیح کے بیان کرنے کی ضرورت کا خدشہ نہ ہوتا۔ اس لئے کہ جن دوستوں نے لنڈن کو دیکھا نہیں۔ وہ اس حصہ مضمون کو سمجھنے کے لئے ایک خاص توضیح کے محتاج ہوں گے۔ اور اخبار کے صفحات اس کو برداشت نہ کر سکیں گے۔ اس لئے میں اسے چھوڑ دیتا ہوں۔ چند واقعات جو عام طور پر سمجھ میں آسکتے ہیں۔ ان کا ذکر کر دیتا ہوں:۔

شب زندہ داران لنڈن میں سب سے اول میں فلیٹ سٹریٹ کو لیتا ہوں۔ یہ لنڈن کے تمام اخبارات کا مرکزی مقام ہے۔ اس جگہ تمام اخبارات کے دفاتر اور ان کے بڑے بڑے مطابع ہیں۔ یہاں سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ دن رات یہاں کام ہوتا رہتا ہے۔ اور کبھی سورج طلوع نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ ہر وقت بجلی کی روشنی میں کام جاری رہتا ہے۔ فلیٹ سٹریٹ کے کسی دفتر میں جا کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ یاجوج ماجوج کے کانوں کی درازی کا کیا فلسفہ ہے۔ اور وہاں آپ کو معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح پر ان کے کان گوش بر آواز کے مصداق نہیں بلکہ وہاں سراپا گوش ہی نظر آتے ہیں۔ زمین کے نیچے کے مکانات میں دیو ہیکل مشینیں کھڑی ہیں۔ اور وہ منتظر ہیں۔ کہ اپنی حیرت انگیز رفتار سے چند گھنٹوں کے اندر تمام دنیا کی خبریں انگلستان کے کونے کونے میں پہنچا دینے کے لئے اخبارات چھاپ کر رکھ دیں:

آؤ! میں آپ کو دکھاؤں۔ کہ ان کے لئے مصالحہ کس طرح تیار کیا جاتا ہے۔ اوپر کے کمرہ میں آپ جائیں۔ تو معلوم ہوگا کہ دنیا کے مختلف حصص سے برقی پیام۔ لاسلکی پیام آرہے ہیں اور ایڈیٹروں کی ایک فوج مختلف شعبوں میں اپنے اپنے ڈیسک پر موجود ہے۔ اور اس طرح کام میں مصروف ہے۔ کہ انہیں اپنے آپ کی بھی کوئی ہوش نظر نہیں آتی۔ باہم سرگوشی تک نہیں ہوتی گویا یوم الحساب ہے۔ اور ہر ایک اپنے اپنے نامۂ اعمال کو پڑھ رہا ہے۔ کبھی کوئی منہ اٹھاتا اور سیگرٹ کا دھواں اڑا دیتا ہے۔ ٹیلیفون اپنا کام کر رہا ہے۔ اور مختلف شہروں اور ملکوں سے پیامات آرہے ہیں۔ یہ عجیب نظارہ ہوتا ہے۔ دنیا کی قسمت کا گویا فیصلہ ہوتا ہے۔ بعض ایسی منذر خبریں اور پیامات آتے ہیں جو انسان کو شش کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ تجارتی معاملات۔ سیاسی پیچیدگیاں۔ ارضی اور سماوی حادثات۔ غرض ایک ایسی حالت ہوتی ہے۔ جیسے ایک آدمی سینما میں بیٹھا ہوا ہے اور مختلف مناظر اس کے سامنے سے گذرتے ہیں۔ آخر ان تمام واقعات اور اخبارات کو ایک مناسب اور موزون ترتیب دیکر کمپوز کیا جاتا ہے۔ اور کمپوز کرنے والی مشینیں ایک قالب اخبار کا تیار کر دیتی ہیں۔ پھر مختلف عملوں کے بعد وہ پریس کی دیو ہیکل مشینوں پر جاتا ہے۔ اور نگٹل ہوتے ہی کام شروع ہو جاتا ہے۔ اور چند گھنٹوں کے اندر ابھی لوگ بستر راحت ہی میں ہوتے ہیں کہ لنڈن کے گلی کوچوں میں ہی نہیں بلکہ انگلستان کے تمام بڑے بڑے شہروں تک صبح کے اخبارات پہنچ جاتے ہیں۔ یہ اخبارات ایک قوت اور طاقت ہوتے ہیں۔ فلیٹ سٹریٹ کے شب زندہ داران کی ایک کشش قلم حقیقت میں ایک انقلاب پیدا کرنے کی قدرت رکھتی ہے۔ دوسرے دن کے حالات پر جو اثر پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس شب زندہ داری کا نتیجہ ہوتا ہے:

صبح کو شائع ہونے والے اخبارات کے رات کو دن بنا دینے والے حصہ کو چھوڑ کر آؤ میں آپ کو جنرل پوسٹ آفس میں لے چلوں شب زندہ داران لنڈن میں ان کو دوسرا درجہ دیتا ہوں۔ صبح کو سب سے پہلی ڈلیوری کی تقسیم کے لئے کروڑوں خطوط اور پارسل جو ڈھیروں ڈھیر پڑے ہیں۔ اور مختلف حصص سے ہر وقت آرہے ہیں۔ ترتیب دئے جا رہے ہیں۔ اور سارٹروں کی ایک فوج ان خطوط کو چھانٹ رہی ہے۔ اور لوگوں کی قسمتوں کو مختلف تھیلوں میں بند کر رہی ہے۔ میں ہمیشہ چٹھی رسانوں کے تھیلوں میں قسمتوں کو بند دیکھا کرتا ہوں۔ وہ کسی کے لئے خوشخبری اور کسی کے لئے حوصلہ شکن خبریں لے آتے ہیں۔ ایک طرف یہ عمل جاری ہے دوسری طرف وہ خطوط جو باہر جانے ہیں۔ ان کو مختلف تھیلوں میں بند کیا جا رہا ہے۔ تاکہ بروقت گاڑی پر پہنچ جائیں۔ عجیب بات یہ ہے۔ کہ ایک منٹ کی دیر بھی علی العموم ان کاموں میں نہیں ہوتی۔ وہ ایسے طور پر ہو رہے ہیں۔ کہ گویا مشینیں ہیں جو کام کر رہی ہیں۔ لوگ ابھی اُٹھتے نہیں۔ کہ ان کے بیرونی دروازے کے لیٹر بکس میں خطوط اور دروازوں پر اخبارات موجود ہوتے ہیں۔ اور اُٹھتے ہی سب سے پہلے جو چیز انہیں ملتی ہے۔ وہ اخبارات خطوط اور دودھ کی بوتلیں ہیں:

لنڈن کے ان شب زندہ داران کو اپنے کام میں مصروف رہنے دو۔ اور میرے ساتھ لنڈن کے مرکزی فائر بریگیڈ آفس میں چلے چلو۔ لنڈن میں جو بجائے خود ایک ملک ہے۔ جہاں قریباً ۸۰ لاکھ آدمی موجود ہیں۔ جہاں پٹرول۔ گیس اور بجلی ایسی چیزیں ہیں۔ جو فوراً خاک سیاہ کر سکتی ہیں۔ پھر ان مفید لیکن جہاں سوز چیزوں پر حکومت اور ان کی بغاوت کے خطرات سے حفاظت کے سامان کو دیکھنا انسانی عقل اور اس کے عالی مقام کو سمجھنے کے لئے بہت مدد دیتا ہے۔ آگ بجھانے کا انتظام جس محکمہ کے سپرد ہے وہ فائر بریگیڈ کہلاتا ہے۔ اس محکمہ میں بڑے بڑے انجن۔ پمپ سیڑھیاں اور جھولے (جن میں بلندی سے کودنے والوں کو بچایا جا سکتا ہے) ہر قسم کا سامان بکثرت مہیا اور ہر وقت تیار رہتا ہے۔ یہ ہر حصہ میں ہیں۔ اور ایک ان کا مرکزی محکمہ ہے۔ رات کو آپ وہاں جائیں۔ تو آپ کو ایک اور ہی دُنیا معلوم ہوگی۔ سوتے جاگتے کی کہانی نظر آتی ہے۔ آگ بجھانے والے محکمہ کے لوگ وردی پہن کر سوتے ہیں۔ مگر وہ سوتے نہیں۔ اپنی ڈیوٹی پر بظاہر سوتے ہیں۔ فی الحقیقت جاگتے ہیں۔ جونہی گھنٹی بجی۔ وہ فوراً کود کر سوار ہوئے۔ اور دوڑ پڑے۔ جب فائر بریگیڈ کا انجن جا رہا ہو۔ تو اس کی گھنٹی بجتی جاتی ہے۔ تاکہ راستہ میں ٹریفک کی وجہ سے اُسے رُکنا نہ پڑے۔ ان بیدار دل سونے والوں کے علاوہ ایک اور جماعت ہے۔ جو آنکھ۔ دل اور کان سب کو بیدار اور ہوشیار رکھتے ہیں۔ نمبر وار ان کے کان ٹیلیفون کے پیامات پر ہیں۔ دیوار پر آپ کو بہت بڑا نقشہ نظر آئے گا۔ جو فوراً آگ لگنے کے محل اور مقام واضح کر دیگا۔ اپنے شہر اپنے ہم جنسوں کے مال اور جان کی حفاظت کرنے والوں کا ایک یہ گروہ ہے۔ جو میرے نقطۂ خیال میں شب زندہ داران لنڈن میں اعلیٰ مقام رکھتا ہے۔ آگ بجھانے کے وقت بعض لوگوں کی جان بچانے کیوقت یہ لوگ اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھکر جس قسم کی قربانی کرتے ہیں۔ اس کا بیان میرے قلم کی قوت سے باہر ہے۔ بنی نوع انسان کی خدمت کا یہ جذبہ محض چند سکوں کے لئے نہیں ہو سکتا۔ ایک نادان ممکن ہے۔ اس کو ملازمت کے لئے قرار دے۔ مگر یہ امر واقعہ ہے۔ کہ اس موقعہ پر لاکھوں ایسے ہونگے کہ اگر ان کو لاکھ روپیہ بھی دیا جائے۔ تو وہ اپنے آپ کو اس خطرہ میں نہ ڈالیں۔ یہ کیوں کہتے ہیں۔ میرا نظریہ اس بارہ میں اور ہے۔ آپ صرف اس کا تصور کریں۔ اور ان شب زندہ داروں کی زندگی میں اپنے آپ کا مطالعہ کریں۔ کہ ملک اور قوم کی خدمت کے لئے اس قسم کی ذمہ داری آپ کہاں تک لے سکتے ہیں:

میں ایک ناقابل عفو فروگذاشت کروں گا۔ اگر لنڈن کے شب زندہ داران میں دریائے ٹیمس کی پولیس کا ذکر نہ کروں۔ دریائے ٹیمس کی پولیس جو رات کو گشت کرتی ہے۔ اس کی کارگذاریوں اور جفاکشی کو دیکھکر بھی حیرت ہوتی ہے۔ چونکہ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ پر ایمان کم ہے۔ اور انسانی کمزوریاں مصائب اور مشکلات مقابلہ کے قابل ایسی صورت میں نہیں رہنے دیا کرتیں۔ اس لئے خودکشی کی وارداتیں اور دریا کے ذریعہ مختلف قسم کی دوسری وارداتوں کے بہت سے واقعات ہو جانے کا احتمال رہتا ہے۔ اس لئے ان تمام وارداتوں سے شہر کو محفوظ رکھنے کیلئے رات بھر پولیس کی موٹر کشتیاں دریائے ٹیمس میں چکر لگاتی رہتی ہیں

وہ ہر وقت مشکوک نظروں اور دھوکہ دینے والے نگاہوں کے ساتھ گذرتے ہیں۔ جہاں ذرا بھی سایہ نظر آیا انہیں کسی بدمعاش کا دھوکہ ہوتا ہے۔ اور جہاں ذرا سی چھپاکاہٹ پانی میں سنائی دی۔ انہیں کسی خودکشی کرنے والی عورت یا مرد کا گمان ہوتا ہے۔ اور ایسی واردتیں کبھی کبھار ہو بھی جاتی ہیں۔ جونہی ایسا موقعہ ہوتا ہے۔ وہ بلا لحاظ موسم کی شدت اور سختی کے کپڑے اتارنے کے ذرا بھی وہم کے بغیر دریا میں کود پڑتے ہیں۔ اور گرنے والے کی جان کو بچانے کے لئے اپنی جان خطرہ میں ڈال دیتے ہیں۔ کیا پیارا فرض ہے۔ اگرچہ جانگداز ہے۔ لیکن اس سے بہتر اور خوش گوار کیا فرض ہوگا۔ کہ خدا کی مخلوق کی جان بچائی جائے۔ اس کے علاوہ اور بھی شب زندہ داران لنڈن ہیں۔ انہیں تم ہسپتالوں میں پاؤ گے ان سوسائٹیوں کے ہومز میں پاؤ گے۔ جہاں خدا تعالےٰ کی اس مخلوق کو لیا جاتا ہے۔ جو ابھی ابھی دنیا میں آئی ہے۔ اور جو بعض نامعلوم اسباب اور حالات کے ماتحت ماؤں کی گود سے الگ ہو کر دوسروں کی آغوش کو آغوش مادر سمجھنے پر مجبور ہے۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ وہاں اس سے کم آرام اور محبت کے حلقہ میں نہیں ہیں۔ جو انہیں اپنے گھروں میں میسر ہوتا۔ بلکہ بعض اوقات اس سے کہیں زیادہ حاصل ہے۔

غرض لنڈن کی رات کی دنیا اپنے عجائبات کے لحاظ سے ایک بے نظیر دنیا ہے۔ ہمارے لئے اس میں انفرادی اور اجتماعی حیثیت سے بہت سے سبق ہیں۔ سوچو اور غور کرو۔ کیا معرفت کا نکتہ فرمایا گیا ہے۔ من کان فی عون اخیہ کان اللّٰہ فی عونہ یورپ کا اخلاقی فلسفہ ایک رنگ میں سبق دیتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ان کی مدد کرتا ہے جو اپنی مدد آپ کرتے ہیں۔ اسلام اس مقام سے بہت اونچا لے جانا چاہتا ہے۔ وہ اس ابتدائی زینہ پر انسان کو رکھنا نہیں چاہتا بلکہ وہ سبق دیتا ہے۔ کہ خدا ان کا مددگار ہوتا ہے۔ جو دوسروں کی مدد کریں۔ یہ تعلیم خودغرضی سے اوپر لے جا کر ایثار اور دوسروں کی اعانت کا عملی فلسفہ بتاتی ہے۔ لنڈن کے ان نظاروں کو دیکھتے ہوئے ہم اپنے اندر کی دنیا پر نظر کریں۔ کہ اس کی مصروفیت اور انہماک کا مقصد کیا ہے؟

(عرفانی از لنڈن)

پنجاب میں تعلیمی ترقی

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

نمبر (۱)

خود اختیاری نظام حکومت کی کامیابی کے لئے لازمی ہے کہ عام رائے دہندہ میں صحیح فہم و ادراک دیانت اور خدمت عوام کے جوہر بیش از بیش ترقی کریں۔ اور یہ مقصد تعلیم ہی کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔ پنجاب میں جس محنت و استقلال کے ساتھ تعلیم کے مختلف شعبوں میں ترقی ہو رہی ہے۔ اس کا ثبوت اس رپورٹ کے مطالعہ سے ملتا ہے۔ جسے حال میں محکمہ تعلیم نے شائع کیا ہے۔ اس دلچسپ و سبق آموز رپورٹ کا ہر صفحہ شعبۂ تعلیم میں ہمہ گیر ترقی کا شاہد ہے۔ سال ۲۶-۱۹۲۵ء کے دوران میں طلباء کی تعداد میں ۷،۶۳۴۱ کا اضافہ ہوا۔ جو واقعی قابل فخر کامیابی ہے۔ یہ ترقی ان فیاضانہ مصارف کا نتیجہ ہے۔ جو لیجسلیٹو کونسل نے منظور کئے۔ رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پہلی چار ابتدائی جماعتوں میں طلباء کی تعداد بہت غیر مساوی ہے۔ یہ امر افسران محکمہ تعلیم کے لئے تشویش کا موجب ہے۔ اور ان کی یہ کوشش بجا ہے۔ کہ طلباء کی تعداد بڑھانے کی بجائے مذکورہ بالا پرائمری جماعتوں میں طلباء کی تعلیم کو مساوی پیمانہ پر لایا جائے۔ سال گذشتہ میں طلباء کی تعداد کا کل آبادی سے فی صدی ۴۴،۴ کا تناسب تھا۔ اور اب یہ تناسب ۵،۱۳ فی صدی ہے۔ اگر صرف لڑکوں کے متعلق اعداد و شمار ملحوظ رکھے جائیں۔ تو ان کا فی صدی تناسب مردوں کی آبادی سے سال گذشتہ کے ۲۸،۷ فی صدی کے مقابلہ میں اب ۴۴،۸ فی صدی ہے۔

پانچ سال کے اندر خواندہ لڑکوں کی تعداد ۸۰ فی صدی تک ہو جائے گی۔ نورمل سکولوں کی تیز رفتار ترقی کی بناء پر امید کی جاتی ہے۔ کہ ورنیکلر تعلیم کے غیر جبری یعنی رضاکارانہ طریق کو بہت کامیابی ہوگی۔ تعلیمی معراج کے حصول کے یہ معنی ہیں۔ کہ صوبہ کا ہر باشندہ تعلیم یافتہ ہو جائے۔ اس مقصد کی کامیابی کے متعلق مسٹر ہیو اور مسٹر ریچی کو تو کسی قدر شبہ ہے۔ لیکن عالمگیر تعلیم کے زبردست حامی سر جارج اینڈرسن کو ذرا بھر شک نہیں ہے۔ ۱۹۲۱ء سے لیکر ۱۹۲۵ء تک جو ترقی ہوئی ہے۔ اس کی بناء پر صاحب ممدوح کا دعوےٰ ہے۔ کہ پانچ برس کے اندر خواندہ لڑکوں کی تعداد ۸۰ فی صدی تک بڑھ جائیگی۔ یہ صورت حالات بہت ہی حوصلہ افزا ہے۔

عالمگیر تعلیم کے معراج کو مد نظر رکھ کر حکام کا یہ خیال درست معلوم ہوتا ہے۔ کہ جبری تعلیم کا حلقہ اثر وسیع تر ہو جانا چاہیئے۔ اب والدین میں اپنی اولاد کو تعلیم دینے کے لئے حوصلہ افزا سرگرمی پائی جاتی ہے۔ اور اس سرگرمی کا پیدا ہونا عام تعلیم کی کامیابی کے لئے لازمی ہے۔ اندریں حالات جبری اصول آسانی سے کامیاب ہو سکتا ہے۔ دیہاتی حلقوں میں بالغ اشخاص کی تعلیم کی طرف خاص توجہ دی جا رہی ہے۔ جس سے بچوں کی تعلیم پر بہت خوشگوار اثر پڑے گا۔ کیونکہ یہ قدرتی امر ہے۔ کہ تعلیم یافتہ والدین اپنے بچوں کو جہالت میں رکھنا نہیں چاہتے۔ یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ اگر بالغ اشخاص کی تعلیمی دلچسپی کو بدستور قائم نہ رکھا جائے۔ تو آہستہ آہستہ ان کی خواندگی نابود ہو جاتی ہے۔ اس ضمن میں یہ معلوم کرنا موجب اطمینان ہے۔ کہ دیہاتی رقبوں میں مدرسوں کے اندر ریڈنگ روم بنا دیئے گئے ہیں۔ اور جادو کی لالٹین کے ذریعہ یا اس کے بغیر ایسے مضامین پر لیکچروں کا انتظام کیا گیا ہے۔ جو دیہاتی بہبودی سے متعلق ہوں۔ ان مفید اور سبق آموز جدید طریقوں نے دیہاتی سکولوں کا معیار بلند کر دیا ہے۔ اور وہ دیہاتی انسٹی ٹیوشن بن گئے ہیں جن کا اثر دیہاتی زندگی پر بے انداز ہوگا۔

جسمانی تربیت کا باقاعدہ انتظام بھی زیر غور ہے۔ جسے کامیاب کرنے کے لئے نئے مدرسین خاص طور پر تیار کئے گئے ہیں۔ اساتذہ سے عملی کام میں دلچسپی لینے کی تحریک کی گئی ہے۔ تاکہ ان کی آئندہ سرگرمیاں ان کے دیہاتی حالات سے ہم آہنگ ہو جائیں۔ محکمہ تعلیم کے ایک تجربہ کار افسر کو اس کام پر مامور کیا گیا ہے۔ کہ وہ دیہاتی انسٹی ٹیوشنوں کے حالات کا مطالعہ کرے۔ اور ان کی باقاعدہ ترقی کے لئے تجاویز پیش کرے۔

حضرت عیسیٰؑ کی وفات پر نصوص قرآنی

(بقیہ)

پارہ تین میں جب فرمایا اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ یعنی بے شک میں ہی تجھے فوت کر کے تیری روح کو اپنی طرف اٹھانیوالا ہوں۔ تو پارہ ۶ میں جملہ اعراضیہ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے رَفَعَ فعل ماضی سے اپنے وعدہ رَافِعُکَ کو پورا کیا۔ بَلْ رَّفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ سے پہلے وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا کو ذکر فرمایا پھر لفظ بَلْ سے اس سے اعراض کیا۔ مطلب یہ کہ حضرت عیسےٰ کو انہوں نے یقیناً قتل نہیں کیا۔ بلکہ خود اللہ نے ان کی روح کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ رَفَعَ اور ہُ کے درمیان مضاف محذوف ہے یعنی رَفَعَ رُوْحَہٗ۔ حذف مضاف کی مثالیں قرآن میں بہت آئی ہیں۔ مثلاً پ۱۲ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ۔ یعنی لے آیا ابراہیم بھنا ہوا بچھڑا یعنی گوشت بچھڑے کا۔ ب اور عِجْلٍ کے درمیان لحم محذوف ہے یعنی بِلَحْمِ عِجْلٍ حَنِیْذٍ۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ یعنی وَاتَّقُوْا مُخَالَفَۃَ اللّٰہِ۔ اللہ سے ڈرنا یا اس کی اطاعت کرنا یہ ہے۔ کہ اس کی مخالفت سے ڈرنا اور اس کے حکموں کو ماننا۔ پ۴ میں قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ فرمایا۔ یعنی تحقیق گذر گئے اس محمد رسول کے پہلے تمام رسول۔ رُسُلٌ جمع کثرت ہے جس کا اطلاق دس سے اوپر تک ہوتا ہے۔ اور یہ اَلْ استغراقی ہے جس نے آپ سے پہلے تمام افراد رسل کو گھیر لیا۔ اس اَلْ کا جمع پر آنا فائدہ تاکید کا دیتا ہے جیسے رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں عالمین جمع ہے اور اَلْ اس پر استغراقی ہے۔ الغرض تمام رسول گذر گئے یعنی فوت ہو گئے جن میں حضرت عیسیٰ بھی داخل ہیں۔ پ۱۷ میں وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ

معاونین جرائد سلسلہ،

سن رائز نمبرہ روانہ ہو چکا ہے ۔ ابھی تک ایک ہزار بھی خریدار نہیں ہوا ہمارے دوستوں نے پانچ ہزار خریدار دینا ہے ۔ پوری توجہ درکار ہے مصباح کا پرچہ نمبرہ یکم مارچ کو پوسٹ ہو گیا ۔ پہلے پرچے ہمارے پاس اب موجود نہیں ہے ۔ الفضل کے وی پی غیر معمولی طور پر واپس آتے ہیں ۔ حالانکہ دوستوں کو اسکی توسیع اشاعت میں خاص حصہ لینا چاہیے ۔ (ناظم طبع واشاعت)

"الفضل"

بابو محمد شفیع صاحب شیخوپورہ دو ۔ سید شجاعت حسین صاحب غازی پور ایک بابو محمد عمر صاحب دہلی تین ۔ مولوی محمد یار صاحب قادیان ایک ۔ میاں رحمت اللہ صاحب امام مسجد سٹروعہ ایک ۔ ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب کیمل پور ایک ۔ حکیم عبدالہادی صاحب حیدرآباد ایک ۔ میاں حسین بخش صاحب منٹگمری ایک ۔ چوہدری عبدالکریم صاحب پشاور ایک ۔ کل ۱۲ ۔

"مصباح"

حکیم عطا محمد صاحب قادیان ایک ۔ مولوی عبدالوہاب صاحب قادیان ایک اہلیہ صاحبہ منشی غلام حیدر صاحب قادیان دو ۔ شیخ محمد رمضان صاحب موہراں ایک ۔ اہلیہ صاحبہ میاں غلام رسول صاحب چانگڑیاں ایک ۔ اہلیہ صاحبہ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری قادیان ۱۱ ۔ محترمہ زبیدہ خاتون صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ لاہور ایک ۔ محترمہ والدہ میاں صلاح الدین صاحب قادیان دو سید محمد لطیف صاحب لاہور ایک ۔ مرزا محمد اشرف صاحب قادیان ایک ۔ ماسٹر صدر الدین صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ کوہاٹ چار ۔ بابو احمد جان صاحب کلکتہ ایک ۔ چوہدری محمد حسین خانصاحب ضلعدار ایک ۔ کل ۲۷ ۔

وصیت نمبر ۲۳۱۳

میں فاطمہ جمیلہ زوجہ مولوی محمد شریف صاحب ایم ۔ اے ۔ قوم قریشی ساکن پورینی ضلع بھاگلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد منقولہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتی ہوں (۱) میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائداد ہو ۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں ۔ تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی ۔ (۳) میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے ۔ مبلغ سات ہزار روپیہ مہر ۔ الموصیہ فاطمہ جمیلہ بقلم خود ۔ گواہ شد ۔ محمد شریف شوہر موصیہ ۔ گواہ شد ۔ محمد احسان الحق والد موصیہ ۔

اعلان یو ۔ پی کے ایک علاقہ میں ایک مبلغ کی ضرورت ہے ۔ سر دست چھ ماہ کیلئے مبلغ روپے ماہوار مع خورش و مکان کے ملیں گے ۔ درخواستیں بنام ۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان ۔

(اشتہارات)

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی پُر زور سفارش

تین نئی کتابوں کے متعلق

یہ تھوڑی تعداد میں باقی ہیں ۔ احباب جلد منگوالیں ،

منہاج الطالبین

پہلی قابل توجہ بات یہ ہے ۔ کہ میں نے پچھلے سال نفس اور اولاد کی اخلاقی اور روحانی تربیت پر تقریر کی تھی ۔ میرے نزدیک وہ لیکچر اپنے نفس کی اور اپنی آئندہ نسلوں کی روحانی اور اخلاقی اعلیٰ درجہ کی تربیت کے متعلق نہایت ہی اہم اور مفید ترین معلومات پر مشتمل ہے ۔ یہ لیکچر چھپ کر کتابی صورت میں تیار ہو چکا ہے ۔ بک ڈپو نے جو کہ بعض دوستوں کے مشترکہ سرمایہ سے قائم کیا گیا ہے ۔ اس کتاب کو شائع کیا ہے دوستوں کو چاہیئے ۔ کہ اس کو خرید کر پڑھیں ۔ قیمت ۱ر ۔

حق الیقین

اس سال اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک اور کتاب کے لکھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے ۔ اور وہ کتاب ہفوات المنافقین کا جواب ہے ۔ ہفوات المنافقین ایک شیعہ نے لکھی ہے ۔ جس کے مضمون سے حضرت نبی کریمؐ اور آپ کی ازواج اور صحابہؓ کی ذات پر نہایت ناپاک حملے ہوتے ہیں ۔ اس کی اشاعت سے تمام ہندوستان میں اسلام کے خلاف خطرناک زہر پھیل رہا تھا ۔ اور یوں کہنا چاہیئے ۔ کہ اس نے ہندوستان میں آگ لگا دی تھی ۔ اسی وجہ سے گورنمنٹ نظام نے اس کو ضبط کر دیا تھا ۔ لیکن اس کا اور بھی الٹا اثر پڑا ۔ کہ لوگوں نے کہنا شروع کر دیا ۔ کہ فی الواقع مسلمانوں کے پاس اس کا کوئی جواب ہی نہیں ۔ تب ہی تو اس کو ضبط کیا جا رہا ہے ۔ اخبار اہلحدیث میں بھی اس کے جوابات نکلنے شروع ہوئے تھے ۔ مگر چند سوالوں کا جواب دیکر خاموشی اختیار کر لی گئی ۔ جس سے کتاب والے نے اور بھی ناجائز فائدہ اٹھایا ۔ اور مشہور کر دیا ۔ کہ معلوم ہوا کہ باقی مطالبات کا کوئی جواب نہیں اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ اس کا جواب لکھا جائے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں نے اس کے جواب میں کتاب حق الیقین لکھی ہے ۔ یہ کتاب بھی ایسے معلومات پر مشتمل ہے ۔ جو علمی بھی ہیں ۔ اور جو اسلام سے بہت گہرا تعلق رکھتے ہیں ۔ علاوہ اس کے مخالفین اسلام کے جوابات کے لئے نہایت مفید معلومات کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے ۔ علمی مباحثوں میں بھی کام آسکتی ہے ۔ اور اسلام کا مطالعہ کرنے کے لئے نہایت مفید معلومات کا ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے ۔ قیمت ۱۲ر ۔

الواح الہدیٰ

ان کے علاوہ بعض اور دوستوں کی بھی کتابیں ہیں ۔ جو نہایت مفید اور ضروری ہیں ۔ ایک کتاب الواح الہدیٰ بک ڈپو نے شائع کی ہے ۔ یہ کتاب قاضی اکمل صاحب کی مرتبہ ہے ۔ اور درحقیقت ریاض الصالحین کا ترجمہ ہے ۔ ریاض الصالحین تربیت کے لحاظ سے ایک بے نظیر کتاب ہے ۔ اور بالخصوص بچوں کی تربیت میں بہت مفید ہے ۔ اسی بنا پر میں نے بچوں کی انجمن انصار اللہ کے لئے جو سکیم بنائی ۔ اس میں ضروری قرار دیا ۔ کہ ہر طالب علم کے پاس تین چیزیں ضرور ہونی چاہیئیں ۔ ایک قرآن شریف دوسرے کشتی نوح تیسری ریاض الصالحین ۔ دوسری جگہوں پر اس کتاب کی قیمت بھی زیادہ ہے (غالباً للعہ ہے) اور ایسا بھی عربی میں ہے ۔ جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا ۔ اسلئے تجویز کی گئی تھی ۔ کہ کتاب کے بعض فقہی مسائل کو حذف کر کے اس کا ترجمہ قادیان میں ہی چھپوا لیا جائے ۔ چنانچہ قاضی صاحب نے اس ضرورت کو پورا کر دیا ۔ اور اس کی قیمت بھی تھوڑی رکھی گئی ہے ۔ یعنی ۱۲ر ۔
یہ کتاب نہ صرف بچوں کی تربیت کے لئے ضروری ہے ۔ بلکہ بڑوں کی اخلاقی حالت کی اصلاح میں بھی بے نظیر ہے ۔ اخلاق کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور آیات کا یہ عجیب مجموعہ ہے ۔ گو میرے خیال میں ایسا کوئی اور مجموعہ نہیں ہے ۔ یہ ایک ہی بے نظیر کتاب ہے ۔ مجھے اتنی پسند ہے ۔ کہ میں کبھی سفر پر نہیں جاتا ۔ مگر اس کو ساتھ رکھتا ہوں ۔ پہلے عربی میں تھی ۔ جس سے ہر شخص فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا ۔ اب ترجمہ کر دیا گیا ہے ۔ احباب کو چاہیئے ۔ کہ اس بہترین مجموعہ کو ضرور خرید کر زیر مطالعہ رکھیں ۔ یہ تینوں کتابیں بک ڈپو نے چھپوائی ہیں ۔

(منقول از الفضل نمبر ۵۸ ۲۱ جنوری ۱۹۲۷ء تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۲۶ء)

مجاہد بخارا کی آپ بیتی: ۔ مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ بخارا کے دردناک حالات ۔ قیمت ۴ر ۔
ویدوں کے سربستہ راز: ۔ تردید آریہ میں ۔ دس ٹریکٹوں کا مجموعہ ۔ ۴ر ۔

ملنے کا پتہ

مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

(اشتہارات)

آنکھوں کی حفاظت کرو

جس طرح ہماری ساختہ شہرہ آفاق دوا اکسیر البدن تمام جسمانی کمزوریوں کے لئے تریاق ثابت ہو رہی ہے ٹھیک اسی طرح ہمارا ساختہ موتی سرمہ ضعف بصر، ککرے، خارش چشم، جلن، پھولا، جالا، پانی بہنا، دھند، غبار، پڑبال، ناخونہ، گوہانجنی، رتوند، ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو رہا ہے۔ قیمت فی تولہ صرف دو روپے آٹھ آنہ۔ محصولڈاک علاوہ

ایک ڈاکٹر کی شہادت

جناب ڈاکٹر محمد صدیق صاحب جنرل ہسپتال اکیاب (برہما) سے لکھتے ہیں کہ پہلے آپ کا سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا۔ نہایت مفید پایا اب مجھے اپنے لئے ضرورت ہے۔ ایک تولہ بہت جلد بذریعہ وی پی بھیجدیں

تندرستی کی قدر کرو

جس طرح ہمارا مقبول عام موتی سرمہ رجسٹرڈ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ثابت ہو رہا ہے ٹھیک اسی طرح ہماری ساختہ اکسیر البدن رجسٹرڈ بھی نزلہ زکام، کھانسی، پٹھوں کی مضبوطی، صالح خون کے پیدا کرنے، ہاضمہ کو قوی بنانے جسم کو چست، دل میں نئی امنگ اور اعضاء میں نئی ترنگ، دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنے میں اکسیر اعظم ثابت ہو رہی ہے۔ ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

تازہ شہادت: جناب بابو غلام محمد صاحب اختر پارسل کلرک پشاور صدر لکھتے ہیں کہ "میں نے اکسیر البدن کو استعمال کیا۔ بیحد مفید پایا۔ اس کا اثر ان سب مقوی دواؤں سے جس قدر آج تک میں نے دیکھیں افضل ہے۔ لہذا ایک ماہ کی خوراک بہت جلد میرے دوست جناب غنی صاحب کے نام بذریعہ وی پی بھیجدیں"

پتہ

مینیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے دو حمائلیں مترجم اور معرا تیار کی ہیں جو کسی تعریف کی محتاج نہیں ہیں۔ لکھائی نہایت اعلیٰ، چھپائی عمدہ اور پاکیزہ کاغذ بہترین۔ زرد اور سفید قسم اعلیٰ۔ حجم نہایت ہی موزون اور پسندیدہ۔ موٹائی معرا ایک انچ۔ اور موٹائی مترجم سوا انچ۔ ترجمہ بے نظیر مع ضروری نوٹ مترجمہ حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب مفسر قرآن مجید۔ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر کہا جا سکتا ہے۔ کہ یقیناً اس سے قبل ایسی معرا اور ترجمہ والی حمائل نہیں چھپ سکی اور نہ چھپی۔ صرف ایک آنہ (۱؍) کا ٹکٹ بھیجکر نمونہ برائے ملاحظہ وصول فرمائیں۔ پھر اگر پسند آ جائیں تو حکم بھیجدیں جتنی زیادہ منگوائینگے رعایت کے ساتھ مل جائینگی۔ قیمت معرا عہ کاغذ زرد بلا جلد قیمت معرا عہ کاغذ سفید اعلیٰ بلا جلد۔ قیمت مترجم بلا جلد ساڑھے تین روپے (عہ) جلد بعد ازاں سے لیکر دس روپیہ تک کی حکم آنے پر بنائی جاتی ہے (نوٹ) دس حمائلوں کے خریدار کو ایک حمائل مفت دیجاتی ہے

المشتہر

محمد اسمٰعیل محمد عبد اللہ تاجران کتب قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

تریاق چشم رجسٹرڈ کی تازہ تصدیق

نقل ترجمہ انگریزی سرٹیفکیٹ صاحب سول سرجن بہادر رحیم یار خان میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے تریاق چشم جسے مرزا حاکم بیگ صاحب نے تیار کیا ہے۔ استعمال کیا ہے۔ میں نے گجرات اور جالندھر میں اپنے ماتحتوں (یعنی ڈاکٹروں) اور دوستوں میں بھی تقسیم کیا ہے۔ میں نے سفوف مذکور کو آنکھوں کی بیماریوں بالخصوص ککروں میں نہایت مفید پایا جیسا کہ دیگر سارٹیفکیٹوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ دستخط صاحب سول سرجن بہادر

نوٹ: قیمت پانچ روپے فی تولہ تریاق چشم رجسٹرڈ۔ محصولڈاک موازی بذمہ خریدار ہوگا۔

المشتہر

خاکسار مرزا حاکم بیگ احمدی موجد تریاق چشم رجسٹرڈ گوٹھی متاہدرہ صاحب گجرات پنجاب

حب اٹھرا کا نام
محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجربہ حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہ) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) رکھا لیا جائیگا۔

پتہ

عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب سب جج صاحب بہادر پاک پٹن

دوکان بوٹا رام رام چند ... بذریعہ بوٹا رام

بنام

شرف الدین ولد رمضان ذات زرگر ساکن کمیر تحصیل منٹگمری

۹/۷

اشتہار بنام

شرف الدین ولد رمضان ذات زرگر ساکن کمیر تحصیل منٹگمری

مقدمہ مندرجہ بالا میں مکان مدیون قرق ہو چکا ہے۔ اب ڈگریدار نے واسطے طے کرنے شرائط نیلام درخواست گذاری ہے۔ نوٹس جاری کیا گیا۔ مگر معمولی طریقہ سے مدیون پر تعمیل ہونی بہت مشکل ہے۔ لہذا بذریعہ اخبار الفضل قادیان ضلع گورداسپور زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ مشتہر کیا جاتا ہے۔ کہ مدیون بتاریخ ۲۳-۳-۲۷ حاضر عدالت ہو اگر جواب دہی نہ کریگا۔ تو کارروائی ضابطہ عمل میں لائی جائیگی مکان مفروضہ نیلام کیا جاوے گا

۲۲-۲-۲۷

مہر عدالت — دستخط حاکم

الفضل میں اشتہار دیجئے آپکو بہت فائدہ رہیگا۔ (مینیجر الفضل)

گولڈن رسٹ واچ ... کا زیور

جماعت احمدیہ امرتسر کا غیر معمولی جلسہ

(※)

۲۵ و ۲۶ فروری ۱۹۲۷ء منڈوہ لالہ گھنیا لال صاحب وکیل میں جماعت احمدیہ امرتسر نے ایک غیر معمولی جلسہ کیا۔ جلسہ کی غرض صرف پبلک میں یہ ظاہر کرنے کی تھی۔ کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو کامل رواداری کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلام میں دین کے لئے کوئی جبر و اکراہ نہیں ہے۔ اور اس زمانہ میں جماعت احمدیہ جس کے پاس نہ ریاست ہے۔ نہ تلوار۔ دنیا کے کناروں تک اسلام پہنچا چکی ہے۔ اور ہزار ہا روحوں کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا کر داخل اسلام کر چکی ہے۔

۲۵ فروری ساڑھے ۷ بجے شام مولوی اللہ دتا صاحب مولوی فاضل نے اسلامی نجات کے مضمون پر لیکچر دیا۔ سامعین کی تعداد کافی تھی۔ ان کے بعد ۹ بجے مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ بخارا نے تقریر کی۔ اور روسی دہریہ پبلک اور دہریہ حاکموں کے مظالم جو ان پر کئے گئے۔ ایسے انداز میں بیان کئے۔ کہ سامعین پر رقت طاری ہو گئی۔ آپ نے فرمایا میں نے جیل میں رہ کر ہی روسی زبان سیکھی۔ اور پھر جیل میں ہی لوگوں کو تبلیغ کرتا رہا۔ جس جس جیل میں رہا۔ قیدیوں کو اپنا ہم خیال بناتا رہا۔ حکومت کو ایسی حالت میں مزید خطرہ ہوا۔ اور بعض حاکموں نے میرے قتل کروا ڈالنے کی کوشش کی۔ مگر اللہ تعالےٰ کا ہاتھ میرے ساتھ تھا۔ سامعین نے اس دلگداز مضمون کو نہایت توجہ سے سنا۔ اور بعض [illegible] سمجھے کہ یہی لوگ ہیں۔ جو حقیقی رنگ میں تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ اس کے بعد جلسہ کامیابی سے برخواست ہوا۔

دوسرے دن ۲۶ فروری مولوی عبد الرحیم صاحب نیر مبلغ انگلستان و مغربی افریقہ کا لیکچر بذریعہ میجک لینٹرن ہال و غربیہ میں تبلیغ اسلام پر ہوا۔ ہال سب پُر ہو گیا۔ مبلغین جو تمام دنیا میں تبلیغ سماٹرا۔ جاوا۔ روس بخارا۔ امریکہ۔ لنڈن۔ مغربی افریقہ میں کام کر رہے ہیں ان کے اور ان کے اسلام میں داخل کردہ لوگوں کے نظارے معہ مسجدوں اور مدارس کے دکھائے۔ آپ نے بتلایا۔ دیکھو ہماری جماعت کے مبلغ کیسی کیسی مشکلات سے گذر کر اکناف عالم میں پھر کر دنیا کے لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کر رہے ہیں۔ افریقہ۔ امریکہ اور لنڈن کی مسجدیں اور مدارس دکھلائے۔ اور کہا۔ اس غریب جماعت نے آج دنیا میں وہ کام کیا ہے۔ جو دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں بھی نہیں کر سکیں۔ نیر صاحب نے حضرت کرشن مہاراج اور ساکھی منی گوتم بدھ اور باوا نانک صاحب کے فوٹو بھی دکھلائے اور کہا۔ ہم ان بزرگوں کو خدا کے راست باز بندے مانتے ہیں۔ ان کے بعد پھر مولوی اللہ دتا صاحب کا مضمون تعلیم اسلام پر شروع ہوا۔ آپ نے تعلیم اسلام کو ایسی خوش اسلوبی سے بیان کیا۔ کہ خاتمہ لیکچر پر ہر طرف سے جزاک اللہ کے نعرے بلند ہوتے۔ آپ نے نقلی اور عقلی دونوں طریق سے اسلامی تعلیم اور اس کے فوائد بیان فرمائے انجیر میں مولانا نیر صاحب نے پبلک اور مالکان تھیٹر ہال کا شکریہ ادا کیا۔ اور مسلمانوں کو رواداری کا لحاظ رکھتے ہوئے متحد ہو جانے کی طرف توجہ دلائی۔ جلسہ نہایت امن اور کامیابی سے ختم ہوا۔

سلسلہ احمدیہ کے احباب [illegible] امرتسر سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اور اس ہال یعنی منڈوہ کو بھی بھولے نہیں ہونگے۔ جس میں ہمارا تازہ جلسہ ہوا۔ کیونکہ یہ وہی ہال ہے۔ جہاں ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہر طرف سے پتھر برسائے گئے تھے۔ اور پھر غالباً ۱۹۱۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور مولوی عطاء اللہ بخاری اپنی بے سمجھی یا جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حملہ آور ہو رہا تھا۔ غرض اس منڈوہ میں جب کبھی ہماری طرف سے لیکچر ہوا۔ شریروں نے شرارت کی۔ مگر آج ہم اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر کرتے ہیں کہ جہاں ایک وقت خدا کے برگزیدہ حضرت مسیح موعود کے مبارک وجود پر اینٹیں برسائی گئی تھیں۔ آج اسی مقام پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فوٹو دکھایا جاتا ہے۔ تو لوگ نہایت شوق سے دیکھتے ہیں۔

غلام محمد سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ۔ امرتسر

ہندوستان کی خبریں

(※)

ــــ ساحر "ناردرن ہیرلڈ" اس جگہ خواتین خبر کا ذمہ دار ہے۔ کہ اندور کی مقامی مساجد کے اماموں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ پانچ سے زیادہ آدمیوں کی جماعت کو نماز نہ پڑھائیں۔ اس پابندی سے شام کی نماز مستثنےٰ کی گئی ہے۔ جامع مسجدوں میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے صرف دو گھنٹوں کی اجازت دی گئی ہے۔

ــــ حیدرآباد دکن ۲۴ فروری۔ تمام جلیل القدر عہدوں پر انگریزوں کا تقرر عمل میں آ رہا ہے۔ مثلاً کرنل ٹرنچ وزیر مال مسٹر ٹسکر ڈائرکٹر جنرل مال دیوانی۔ اور مسٹر آرام اسٹرانگ انسپکٹر جنرل مال مقرر ہوئے ہیں۔ ان تمام نے اپنے اپنے عہدہ کا چارج لے لیا ہے۔ جس قدر پرانے اور تجربہ کار مسلمان اور ہندو عمال تھے ان کا تقرر چھوٹے عہدوں پر عمل میں آیا ہے۔

ــــ نئی دہلی ۲۴ فروری۔ کونسل آف سٹیٹ نے ایک رائے کی اکثریت سے یعنی ۲۱ و ۲۲ آرا کی نسبت سے مسٹر رام داس کی تحریک منظور کر لی۔ کہ زراعت پیشہ اقوام کو قرض سے نجات دلانے کے لئے زمین کو رہن رکھنے والے بنک کھولے جائیں۔ جو کسانوں کو طویل میعاد کے لئے زراعتی پیداوار کو ترقی دینے والا قرض دیا کریں۔

ــــ نئی دہلی ۲۳ فروری۔ وائسرائے لارڈ اروِن نے نئی دہلی میں عمائدین اور معززین کے اجتماع کثیر کی موجودگی میں نئے گرجا گھر کا سنگ بنیاد رکھا۔

ــــ الہ آباد ۲۵ فروری۔ عدالت عالیہ الہ آباد میں سر سیسل والش سر جسٹس لینڈزی اور مسٹر جسٹس دولانے آگرہ کے پنڈت کالی چرن کی اپیل مسترد کر دی گئی۔ جو مقامی حکومت کے ان احکام کو منسوخ کرنے کے لئے پیش کی گئی تھی۔ جو دو چتر چوان کی ضبطی کے لئے جاری کئے گئے تھے۔

ــــ پٹنہ ۲۴ فروری۔ آل انڈیا مہا سبھا کا آئندہ اجلاس یہاں منعقد ہوگا۔ ۸ مارچ کو مجلس استقبالیہ صدر کا انتخاب کرے گی۔

ــــ لاہور ۲۶ فروری۔ ضلع اٹک میں طغیانی سے جن لوگوں کو سخت نقصان پہنچا۔ ان کی مالی امداد کے لئے حکومت پنجاب نے خاص تجاویز اختیار کی ہیں۔

ــــ دہلی ۲۵ فروری۔ لارڈ اروِن۔ ڈپٹی کمشنر اور ہیلتھ افسر کے ساتھ پا پیادہ شہر میں گئے۔ آپ نے شہر کی صفائی اور تنگ و تاریک گلیوں کی حالت کو خود دیکھا۔ اور لوگوں کی شکایات سنیں۔

ــــ راولپنڈی کی ایک تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ جامع مسجد راولپنڈی کے سامنے رائے بہادر لالہ سوہن سنگھ پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی راولپنڈی کی زمین پر سینما کی جو عمارت بنائی گئی تھی جس کی وجہ سے راولپنڈی میں ہولناک فساد برپا ہوا تھا۔ اب میونسپلٹی نے اس سینما کو سول ہسپتال کے پاس جگہ دی ہے۔ اور میونسپل کمیٹی کے رزولیوشن کے مطابق عمارت گرائی جا رہی ہے۔

ــــ مدراس ۲۵ فروری۔ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کا آئندہ اجلاس ۲۴ تاریخ غالباً (مارچ) کو مدراس میں منعقد ہوگا۔

ــــ اسمبلی میں ریلوے بورڈ کے اخراجات کے لئے ۹ لاکھ ۳۲ ہزار ۹ سو روپیہ کا مطالبہ پیش کیا گیا تھا۔ جسے پہلے ہی دن جمعیت نے مسترد کر کے صرف سو روپیہ کی منظوری دی تھی۔ اب مسٹر ایم اچاریہ کی دو روپیہ کی تخفیف منظور ہو جانے سے صرف اٹھانوے رہ گئے۔

ــــ تنجور (مدراس) کے اکرا تھا تھ آئر نے وزیر ہوائی جہاز کی خدمت میں ہوائی موٹر کا ایک نقشہ روانہ کیا گیا ہے۔ یہ ہوائی موٹر چھوڑوں سے فضا میں فی گھنٹہ ۵ سو میل کی رفتار سے چل سکے گی۔

ــــ لاہور ۲۶ فروری۔ یہ معاملہ کہ ریلوے لائنوں کے نزدیک موٹر والوں نے ریلوے کے مقابلہ میں کرایہ بھی کم کر دیا ہے اور منزل مقصود پر پہنچا بھی جلد دیتے ہیں۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے مقامی اشتہار[illegible] میں پیش ہوا۔ صدر نے کہا ہے۔ کہ اب ایسی گاڑیاں چلائی جائیں گی۔ جو موٹروں

(منشی عبد الرحمن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)